قیام عاشورا

كل يوم عاشورا
كل يوم عاشورا
كل يوم عاشورا

قیام عاشورا

امام خمینی (ره)
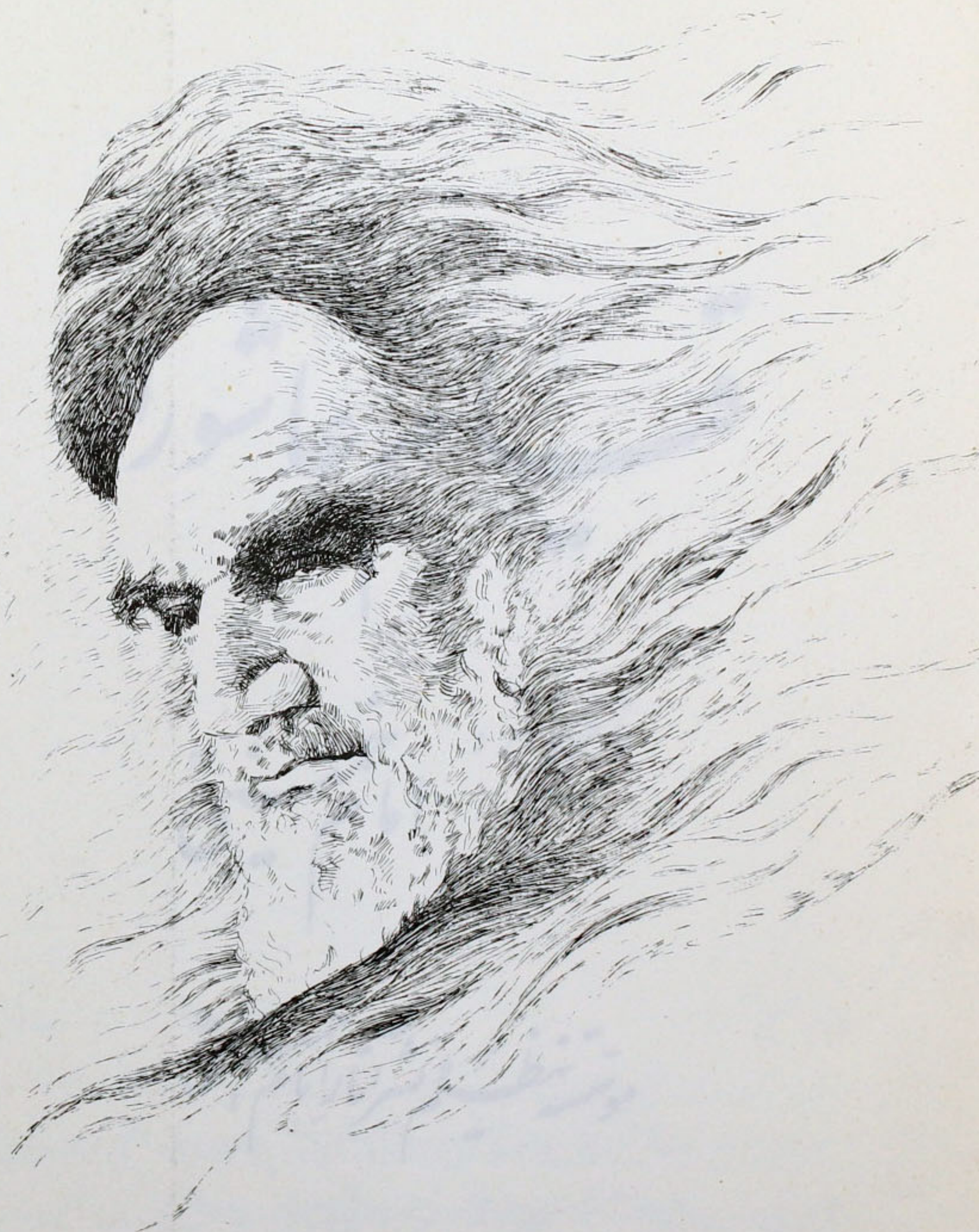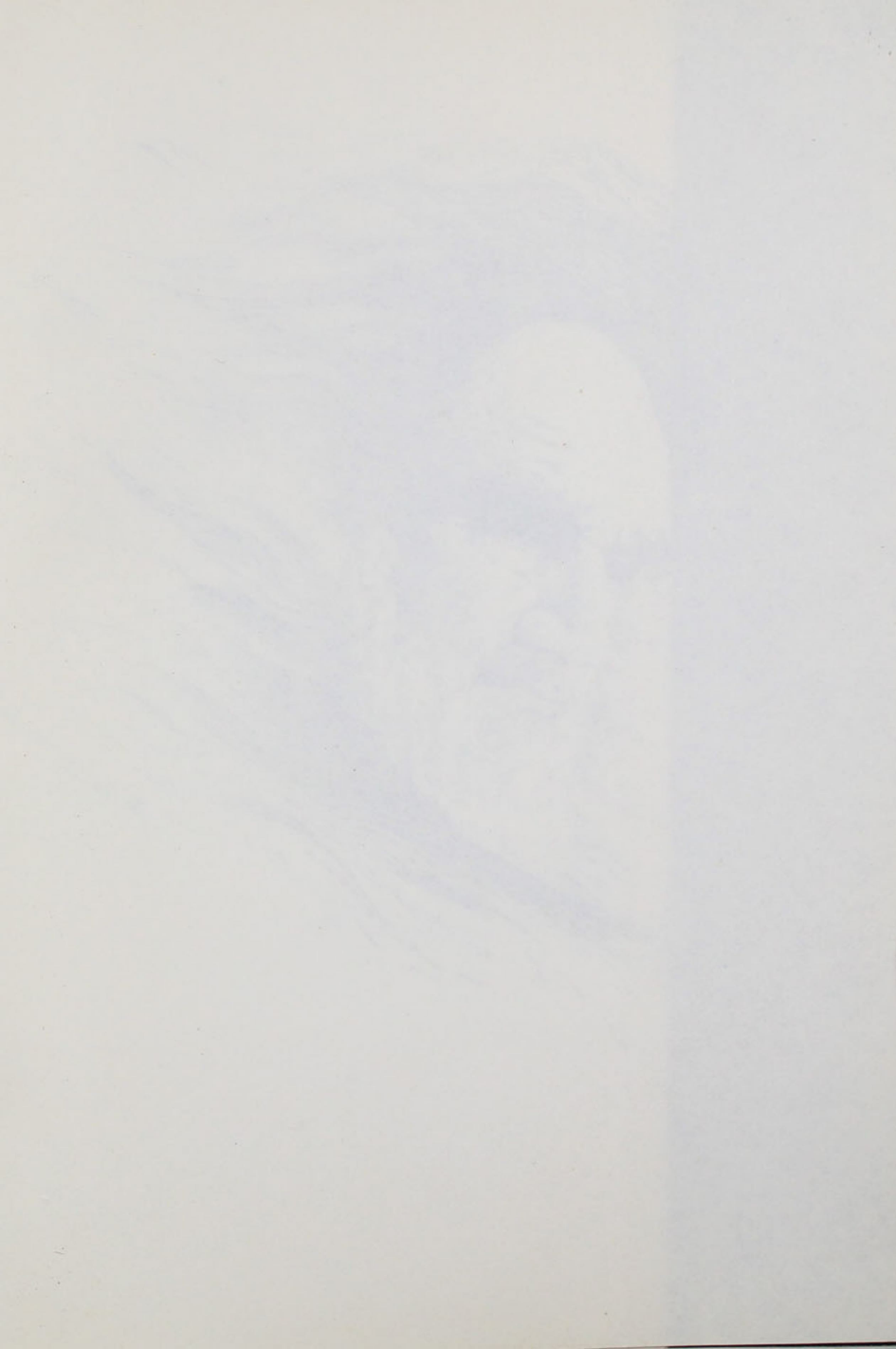
قیامِ عاشورا

مأخوذ از:

امام خمینیؒ

موسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینیؒ

امورِ بین الملل

نام کتاب : قیام عاشورا

ماخوذ : از امام خمینیؒ

ناشر : موسسۂ تنظیم ونشر آثار امام خمینیؒ امور بین الملل

پتہ : تہران، خیابان شہید باھنر، خیابان یاسر، بلاک ۳

فون : ۲۲۸۳۱۳۸ - ۲۲۸۰۰۰۴

فیکس : ۲۲۸۰۰۰

ٹیلکس : ۲۲۲۲۹۳۵

امام خمینیؒ

سلام حسین ابن علیؑ پر جو اپنے معدودے چند دوستوں کے ہمراہ ، خلافت کے غاصبوں کے ظلم کا قلع قمع کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ۔ اور اپنی تعداد اور جنگی ساز و برگ کی قلت کی وجہ سے ظالم و ستمگر کے ساتھ ساز باز کا خیال تک اپنے دل میں پیدا نہیں ہونے دیا اور کربلا کو اپنی اور اپنی اولاد اور اپنے گنے چنے اصحاب کی قتل گاہ بنا کر " **ھیھات منا الذلہ** " کی فریاد ہر حق طلب کے گوش سماعت تک پہنچا دی ۔

فہرست مطالب

مقدمہ ۷

پہلا حصہ ۹

محرم وعاشورا کے بارے میں تین تقریریں ۱۱

۱ ـــــ مغربی تہران کے علماء سے امام خمینیؒ کا خطاب

۲ ـــــ آئمہ جماعت، علماء اور واعظین قم و تہران ۱۴

سے امام خمینیؒ کا خطاب

۳ ـــــ قم، تہران اور مشرقی و مغربی آذربائیجان ۱۹

کے علماء اور خطبا سے خطاب

دوسرا حصہ

محرم شہادت کا رنگین دیباچہ ۲۷

پہلی فصل

قیام عاشورا کے علل واسباب ۳۳
قیام عاشورا کے مقاصد ۴۱
شہدائے کربلا کا آگاہانہ انتخاب ۴۷
تحریک امام حسینؑ کے آثار ونتائج ۵۱
قیام عاشورا حریت پسندوں کا اسوہ عمل ۵۹

دوسری فصل

ذکر مصائب اور عزاداری کا **فلسفہ** ۷۱
اسلام اور مکتب سید الشہداء کے احیاء میں عزاداری کی اہمیت اور اس کا کردار ۷۹
ملک و ملت کو بچانے میں عزاداری کا ہاتھ ۸۹
عاشورا کی یاد منانا شعائر الہیٰ میں ہے ۹۵
خطیبوں، نوحہ خوانوں اور عزاداروں کو وصیت ۹۹
محرم اور قیام کربلا کے بارے میں امام خمینیؒ کے چیدہ اقوال ۱۰۳
توضیحات ۱۰۹
حوالہ جات (ماٰخذ مطالب) ۱۲۵

مقدمہ

سلام ! مکتب شہادت کے علمبردار پر ! سلام تاریخ کے ہر دو میں کامیاب مظلوم پر ! سلام حسینؑ اور ان کے جاں نثاروں پر اور سلام عاشورا کے حقیقی فرزندوں " خمینیؒ اور ان کے دوستوں پر " !

اس مجموعہ میں پیروان مکتب شہادت کے لئے جو باب ہم نے کھولا ہے۔ وہ اس عظیم شخص کے ارشادات ہیں۔ جو سالار شہداء کی قیادت میں خود ایک اسوۂ کامل تھا۔ وہ شخص جس نے ظلم وستم کی گھٹا ٹوپ تاریک رات میں شہادت کی مشعل فروزاں ہاتھ میں لے کر قیام کے جھنڈے بلند کئے اور تشیع حسینیؑ کے علم برداروں کے دامن مطہر سے سکوت وذلت کے شرمناک دھبوں کو مٹا کر، ایک بار پھر، آہن وفولاد کے دور جبروت میں روئے زمین کے، محروموں اور ناداروں کو " احدی الحسنیینؑ " اور شمشیر پرخون کے کامیاب ہونے کا سلیقہ سکھایا۔ اور آخر کار ان پاکیزہ ہاتھوں کو قوت کے سہارے جنہوں نے صدیوں سے عزاداری کی زنجیروں کو فضاء میں بلند رکھا اور عاشورا کے

عشق اور کربلا کے خونی حادثہ کی یاد کو نسلاً بعد نسل اشک وخون اور صداقت کے ساتھ سینوں میں بسائے رکھا۔ زمانہ کی یزیدی حکومت کو تارمار کردیا۔ اس کی یاد ہمیشہ دلوں کو آباد رکھے گی جس نے ہمیشہ اس حقیقت کا اعلان کیا۔ ہمارے پاس جو کچھ ہے محرم وعاشورا کے صدقے میں ہے۔

ہمیں امید ہے کہ دیار حسینؑ کے دلدادہ اور راہ خمینیؒ کے رہرو، حریت کے متوالوں کے سردار کی اقتدار اور تحریک وقیام میں سبقت کے افتخار کا ماضی کی طرح پاس رکھیں گے۔ اور انقلاب اسلامی کے دفاع کی خاطر۔ ولایت کے ناقابل نفوذ قلعہ میں ثابت اور ڈٹے رہیں گے۔ اور خدا کی بیش قیمت امانت یعنی جمہوری اسلامی کے مقدس نظام کے دنیا میں عدل وانصاف عام کرنے والے اور دشمنوں سے انتقام لینے والے ہادی اور امامؑ کے ظہور تک امانت دار محافظ بنے رہیں گے۔ انشاء اللہ

مؤسسہ تنظیم ونشر آثار امام خمینیؒ امور بین الملل

مجالس عزا اور ماتمی دستوں کی مکمل طور پر (انشاء اللہ) حفاظت کریں (۱۳۱)

○○○○○

آئمہ اطہار علیہم السلام کی مجالس عزاء کی حفاظت کیجئے۔ یہ ہمارے مذہبی شعائر ہیں جن کی حفاظت کی جائے۔ یہ ہمارے سیاسی شعائر ہیں ان کی حفاظت کرنا چاہیئے۔ یہ قلمفرسائی کرنے والے اور یہ اشخاص جو مختلف اسماء اور انحرافی مذاہب کے تحت چاہتے ہیں کہ ہر چیز آپ سے چھین لیں یہ آپ کو دھوکہ نہ دیں۔ (۱۳۲)

○○○○○

مجالس عزا کو بدستور قائم رہنا چاہیئے اور اہل منبر کو چاہیئے کہ شہادت امام حسینؑ کو زندہ رکھیں اور ملت کو چاہیئے کہ پوری طاقت کے ساتھ ان اسلامی شعائر، خاص کر ان مجالس کو زندہ رکھیں اس لئے کہ ان کو زندہ رکھنے سے اسلام زندہ ہوتا ہے۔ (۱۳۳)

○○○○○

ہمیں چاہیئے کہ ان اسلامی سنتوں اور ان مبارک اسلامی دستوں کے محافظ رہیں جو عاشورا، محرم وصفر اور ضرورت کے موقع پر باہر نکلتے ہیں اور ان کو باقی رکھنے کی تاکید کریں۔ سید الشہداء سلام اللہ علیہ کے ایثار نے اسلام کو ہمارے لئے زندہ رکھا ہے۔ علماء وروحانین اور تمام لوگوں کو چاہیئے کہ عاشورا کو اسی طریقہ سنتی کے ساتھ زندہ رکھیں کہ جیسے عزاداروں اور ماتم کے طور پر دستے دستے نکل پڑتے تھے۔ یاد رکھیئے کہ اگر ہنضت کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تو ان سنتوں کی حفاظت کیجئے۔ (۱۳۴)

○○○○○

علماء کا فرض ہے کہ وہ مصائب پڑھیں اور لوگوں کا فرض ہے کہ پوری شان وشوکت کے ساتھ ماتمی دستے نکالیں۔ البتہ جو چیزیں غلط ہیں ان سے پرہیز کریں لیکن

ماتمی دستے بنا کر نکلیں اور سینہ زنی کریں۔ جو کام پہلے کرتے تھے وہی کریں۔ اجتماعات کو باقی رکھیں۔ یہ اجتماعات ہیں جو ہمیں زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ یہ ہم آہنگیاں ہیں جن کی وجہ سے ہم زندہ ہیں۔ ہمارے صاف دل جوانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ ان کے کانوں میں آکر پھونکتے ہیں کہ اب رونے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر اب ہم روئیں گے تو اس سے ہمارا کون سا کام بن جائے گا؟ (۱۳۵)

○○○○○

ایام عاشورا میں جو ماتمی دستے نکلتے ہیں یہ مت سوچیئے کہ ہم انہیں مظاہروں میں بدل دیں۔ یہ خود ایک طرح کے مظاہرات ہیں جن کا محتوا سیاسی ہے۔ جیسا کہ سابق میں تھا۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر وہی سینہ زنی، نوحہ خوانی اور مجلسیں ہماری کامیابی کا راز ہیں۔ پورے ملک میں مجلس ہونا چاہیئے۔ سب مجلس منائیں اور سب روئیں۔ (۱۳۶)

○○○○○

انشاء اللہ عاشور کے دن جب لوگ باہر نکلیں تو امام حسینؑ کی عزاداری کے مراسم اپنی پوری قوت کے ساتھ ہوں ۔ اور ہر مظاہرے میں امام حسینؑ کی عزاداری کی صورت اختیار کی جائے۔ (۱۳۷)

○○○○○

خداوند متعال پوری ملت کو توفیق دے کہ عاشور کے دن سابقہ سنتوں پر عمل کریں۔ دستہ جات اسی قوت کے ساتھ باقی رہیں اور اسی سابقہ طریقہ اور قوت کے ساتھ سینہ زنی کریں یاد رکھیئے کہ اس ملت کی زندگی ، انہی مجالس ، اجتماعات اور دستوں سے ہے۔ (۱۳۸)

○○○○○

خطیبوں، نوحہ خوانوں اور عزاداروں کو وصیت

اشعار، نوحوں، مرثیوں اور آئمہ حق علیہم السلام کے قصائد میں لازمی ہے کہ ہر دور کے ظالم و ستمگر کے ظلم و ستم کا شدت کے ساتھ تذکرہ کیا جائے۔ اور اسی دور میں جو امریکہ، روس اور ان سے وابستہ دوسروں منجملہ آل سعود (۴۸) کے ہاتھوں جو حرم الہیٰ کے خائن ہیں۔ ان پر اللہ، اس کے فرشتوں اور انبیاءؑ کی لعنت ہو۔ جہان اسلام کی مظلومیت کا دور ہے۔ اس چیز کو زوروشور سے بیان اور ان پر لعنت ونفرین کی بارش ہونا چاہیئے۔ (۱۳۹)

○○○○○
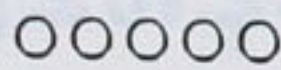
اہل منبر حضرات " ایدھم اللہ تعالیٰ " کوشش کریں کہ لوگوں کو اسلامی، اجتماعی اور سیاسی مسائل کی دعوت دیں اور مجالس سے دست بردار نہ ہوں۔ اس لئے کہ ہم مجالس کی وجہ سے زندہ ہیں۔ (۱۴۰)

○○○○○
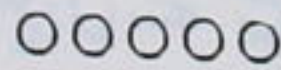
مقررین، کا فرض ہے کہ روز مرہ کے سیاسی واجتماعی مسائل بیان کرنے کے بعد مصائب اور مراثی کو جس طرح پہلے پڑھا کرتے تھے اسی طرح پڑھیں اور لوگوں کو ایثار

کے لئے آمادہ کریں۔ (۱۴۱)

○○○○○

مجلس کے اختتام پر مصائب پڑھیں اور زیادہ سے زیادہ پڑھیں صرف دو جملوں پر اکتفاء نہ کریں۔ جس طرح پہلے سے پڑھتے چلے آئے ہیں ویسے ہی مصائب پڑھے جائیں۔ مرثیے کہے جائیں اور اہل بیتؑ کے فضائل و مصائب کو نظم و نثر میں بیان کیا جائے تا کہ لوگ میدان عمل میں تیار رہیں۔ یاد رہے کہ ہمارے آئمہؑ نے اپنی زندگیاں ترویج اسلام میں صرف فرمائی ہیں۔ اگر وہ کوئی سمجھوتہ کرنا چاہتے تو ہر طرح کی دنیاوی چیزیں ان کے قدموں میں تھیں۔ لیکن انہوں نے خود کو اسلام پر قربان کردیا اور ستمگروں کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کیا۔ (۱۴۲)

○○○○○

یہاں بطور خاص، حسینؑ بن علیؑ کے نام کی عزاداری اور مجالس کے بارے میں ایک بات عرض کردوں۔ ہم اور کوئی بھی دیندار یہ نہیں کہتے کہ اس نام سے جو کام بھی کیا جائے وہ اچھا ہے۔ اکثر علماء بزرگ اور بہت سے دانشمندوں نے بعض امور کو ناجائز قرار دیا ہے اور اپنے اپنے دور میں ان سے روکا ہے۔ چنانچہ ہم سب ہی جانتے ہیں کہ بیس سال یا اس سے کچھ زیادہ پہلے عالم بزرگوار مرحوم حاجی شیخ عبدالکریم (۴۹) نے جو بزرگ ترین شیعہ علماء میں سے تھے قم میں "شبیہہ خوانی" کو ممنوع قرار دے دیا تھا۔ اور شبیہہ خوانی کی ایک بڑی مجلس کو، مصائب کی مجلس میں بدل دیا تھا۔ دوسرے علماء اور دانشمندوں نے بھی خلاف دین چیزوں سے منع کیا ہے اور منع کرتے ہیں۔ (۱۴۳)

○○○○○

یہ یاد رکھیئے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی تحریک محفوظ رہے تو ان سنتوں کی

حفاظت کیجئے البتہ اگر ماضی میں کچھ ناجائز چیزیں تھیں اور اسلامی مسائل سے بے خبر لوگوں کی وجہ سے تھیں تو ان کا کسی حد تک صفایا ہونا چاہیئے لیکن عزاداری کو اپنی اسی قوت کے ساتھ باقی رہنا چاہیئے۔ (۱۴۴)

○○○○○

یہ عظیم ماتمی دستے "کہ جن کی غیر شرعی چیزوں کو الگ کرکے شرعی چیزوں کی حفاظت ضروری ہے" ان کو اس عظمت وشان وشوکت کے ساتھ ہر جگہ کون اکٹھا کرسکتا ہے۔ (۱۴۵)

محرم اور قیام کربلا کے بارے میں امام خمینیؒ کے چیدہ اقوال

کربلا کو زندہ رکھیئے اور حضرت سید الشہداءؑ کے نام مبارک کو زندہ رکھیئے۔ کہ ان کے زندہ رہنے سے اسلام زندہ رہے گا۔ (۱۴۶)

ooooo

یہ سید الشہداءؑ کا خون ہے جو تمام ملتوں کے خون میں جوش و حرارت پیدا کرتا ہے۔ (۱۴۷)

ooooo

یہ اتحاد جو ہماری کامیابی کا نقطہ آغاز قرار پایا۔ یہ مجالس عزاء و سوگواری اور مجالس تبلیغ و ترویج اسلام کی خاطر تھا۔ (۱۴۸)

ooooo

محرم سید الشہداءؑ اور سرور اولیاء کی عظیم تحریک کا مہینہ ہے جنہوں نے طاغوت کے مقابلہ میں اپنے قیام کے ذریعہ انسان کو تعمیر و ترقی اور دشمن شکنی کی تعلیم دی اور یہ بتایا کہ ظالم و ستمگر کا قلع قمع کرنے کا طریقہ، فدا ہونا اور قربانی دینا ہے اور یہ چیز آخر تک ہماری ملت کے لئے اسلامی تعلیمات کی نمایاں سرخی ہے۔ (۱۴۹)

○○○○○

محرم وہ مہینہ ہے جس میں عدل نے ظلم اور حق نے باطل کے خلاف اٹھ کھڑے ہو کر یہ ثابت کردیا کہ تاریخ کے ہر دور میں حق، باطل کے مقابلہ میں کامیاب ہوا ہے۔ (۱۵۰)

○○○○○

مظلوموں کے آقاء اور آزادی پسندوں کے مولا کو خراج عقیدت پیش کرنے کی خاطر ہونے والی مجلسیں جو سپاہ عقل کے جہل، عدل کے ظلم، امانت کے خیانت اور حکومت اسلامی کے حکومت طاغوت پر غلبہ حاصل کرنے کی مجلسیں ہیں ان کو زیادہ سے زیادہ شان وشوکت کے ساتھ منایا جائے۔ اور عاشورا کے خونی پرچموں کو، ظالم سے مظلوم کا انتقام لینے کی علامت کے طور پر زیادہ سے زیادہ بلند کیا جائے۔ (۱۵۱)

○○○○○

انقلاب اسلامی ایران، عاشورا اور اس کے عظیم الہیٰ انقلاب کا پرتو ہے۔ (۱۵۲)

○○○○○

شیعوں کے لئے محرم وہ مہینہ ہے جس میں " فداکاری اور خون کے ذریعہ " کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ (۱۵۳)

○○○○○

محرم وصفر نے اسلام کو زندہ رکھا ہے۔ (۱۵۴)

○○○○○

ہمیں چاہیئے کہ مصائب کے تذکرہ کے ذریعہ محرم وصفر کو زندہ رکھیں۔ یہ مذہب مصائب اہل بیتؑ کے تذکرے کی وجہ سے اب تک زندہ ہے۔ (۱۵۵)

○○○○○

سید الشہداءؑ نے خود کو اسلام پر قربان کیا ہے۔ (۱۵۶)

○○○○○

سید الشہداءؑ کو قتل کردیا گیا۔ لیکن وہ خدا کی اطاعت میں اور خدا کے لئے قتل ہوئے۔ ہر حیثیت ان پر نثار تھی ۔ اس لئے شکست کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ انہوں نے خدا کی اطاعت کی تھی ۔ (۱۵۷)

○○○○○

سید الشہداء بھی بظاہر کربلا میں ناکام ہوئے لیکن اسے ناکامی نہیں کہتے چونکہ انہوں نے قتل ہو کر پوری دنیا کو زندہ کردیا۔ (۱۵۸)

○○○○○

سید الشہداءؑ نے اسلام کی فریاد سنی اور اسلام کو نجات دلائی ۔ (۱۵۹)

○○○○○

حضرت سید الشہداءؑ کی فداکاری نے اسلام کو ہمارے لئے زندہ رکھا ہے۔ (۱۶۰)

○○○○○

نوحوں ، مرثیوں اور آئمہ حق کی مدح کے قصیدوں میں ، ہر عصر و مصر کے ستمگروں کے ستم کو ہنایت جرأت کے ساتھ بیان کیا جائے۔ (۱۶۱)

○○○○○

مت سوچیئے کہ اگر یہ مجالس عزاء اور ماتمی دستے نہ ہوتے تو بھی ۱۵ ، خرداد کا واقعہ وجود میں آجاتا۔ (۱۶۲)

○○○○○

پہلا حصہ

آپ دیکھئے کہ اپنے زمانہ کے بہترین افراد، حضرت امام حسینؑ جوانان بنی ہاشم اور ان کے اصحاب شہید ہوگئے اور انہوں نے دنیا سے منھ موڑ لیا۔ لیکن جب یزید کی مجلس نحس میں اس کا ذکر آتا ہے تو حضرت زینبؑ قسم کھا کر کہتی ہیں کہ "**ما رایتنا الا جمیلا**"۔ "کربلا میں صرف ایک خوشگوار حادثہ ہم پر رونما ہوا" ایک انسان کامل کی شہادت اور اس کا چلا جانا اولیائے خدا کی نظر میں خوشگوار اور جمیل ہے۔ اس لئے ہنیں کہ وہ جنگ کرکے شہید ہوا، بلکہ اس لئے کہ اس کی جنگ اور اس کا قیام خدا کے لئے تھا۔ (۱۶۳)

ooooo

توضیحات

توضیحات

۱ - اپنے دور کے حاکم مطلق العنان یزید بن معاویہ کے خلاف جنگ میں امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ ۷۲ افراد تھے اور اسی مٹھی بھر جماعت کے مقابلہ میں لشکر یزید کی تعداد کئی ہزار تھی ۔ اس خونی معرکہ میں امام حسین علیہ السلام اپنے جملہ ساتھیوں سمیت شہید اور ان کے اہل حرم فوج دشمن کے ہاتھوں اسیر ہوگئے۔

۲ - حضرت جعفر بن محمد امام جعفر صادق علیہ السلام تمام شیعوں کے چھٹے امام ہیں۔ ولادت ۸۳ ھ ق ، شہادت ۱۴۹ ھ ق

خالص اسلامی معارف کے احیاء متعدد دینی مدارس کی تشکیل اور مومن افراد کی تعلیم وتربیت میں ان کے دور کے خاص حالات کو دیکھتے ہوئے ان کا کارنامہ بالکل انوکھا تھا۔ حتی کہ مذہب شیعہ کو ان ہی کی طرف نسبت دیتے ہوئے مذہب جعفری کہتے ہیں۔

۳ - حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے فرزند اور شیعوں کے تیسرے امام ہیں ۶۱ ھ میں یزید بن معاویہ (خلیفۂ وقت) کی ناپاک حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ امامؑ کے مٹھی بھر ساتھیوں اور یزید کی ہزاروں افراد پر

مشتمل فوج کے درمیان یہ معرکہ سرزمین کربلا پر ہوا۔ اس تاریخی جنگ میں امام حسین علیہ السلام اپنے بچوں اور اصحاب کے ہمراہ جن کی کل تعداد بہتر۷۲ تھی شہید ہوگئے اور ان کے اہل حرم یزیدی فوج کے ہاتھوں اسیر ہوگئے۔

۴ - ایران کے سابق شاہ (محمد رضا) کے باپ رضا خان نے انگلستان کی حکومت کے پروگرام کے تحت ۱۲۹۹ ھ ش ۱۹۲۰ء میں کودتا کیا اور ۱۳۰۵ ھ ش ۱۹۲۴ء میں سلطنت ایران کے تخت پر قبضہ جمالیا۔ حکومت کے آغاز میں ہی اس کا سب سے پہلا اقدام، اسکولوں میں دینی تعلیم، نماز جماعت اور قرآن کی تدریس پر پابندی لگانا تھا۔ مذہبی مراسم کی انجام دہی پورے ایران میں روک دی گئی اور مجلس عزاء کو ممنوع قرار دے دیا گیا۔ حتی کہ مجالس ترحیم کے لئے بھی قوانین وضع کرکے انہیں محدود کردیا گیا۔

۵ - محمد رضا سے امام خمینیؒ کی مراد، ایران کا سابق شاہ ہے۔ جس نے ایران میں اسلامی انقلاب کے عروج پر پہنچ جانے کے بعد، حکومت امریکہ کے حکم کے تحت ۲۶ دی ماہ ۱۳۵۷ھ ش (۱۰/۱۱/۱۹۷۸ء) میں ملک سے فرار اختیار کیا۔

۲۵، شہریور ۱۳۲۰ ھ ش (/۹/۱۰/۱۹۴۱ء) میں رہبران متفقین نے اس کے باپ کو حکومت سے الگ کرکے خود اس کو تخت حکومت پر بٹھایا اور اس نے ۱۳۵۷ ھ ش (۱۹۷۸ء) تک یعنی ۳۷ سال ایران پر حکمرانی کی اس کی حاکمیت کا دور پہلے انگریزی استعمار اور اس کے بعد امریکی امپریلزم کی حاکمیت مطلق کا دور تھا جنہوں نے ایران کے تمام مادی و معنوی سرمائے جی بھر کے لوٹے۔

۶ - شیعوں کے چھٹے امام، امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔

۷ - مورخہ ۱۴، ۸، ۱۳۲۰ ھ ش (۲/۸/۱۹۴۱ء) میں رضا خان کے ایران سے فرار کے

دو ماہ بعد - ریڈیو لندن نے اپنے ایک سیاسی تبصرے میں واضح طور پر ایران کے ساتھ خود غرضی پر مبنی دوستی اور رضا خان کو بر سر اقتدار لانے کا اعتراف کیا۔ تبصرے میں یہ کہا گیا کہ " ایران میں برطانیہ کی سیاست دوستی پر استوار ہے۔ جس سے غرض ہے بھی اور نہیں بھی - ملت ایران کے ساتھ بے غرض دوستی صرف علماء کو ہے۔ لیکن برطانیہ یا کسی دوسرے ملک کی ایران کے ساتھ دوستی بے لوث نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ جب ہم نے یہ دیکھا کہ ۱۹۱۹ء کی قرارداد کے بارے میں ایران کی ملت بدبین ہے اور اسے برے مقاصد پر مبنی قرار دیتی ہے تو ہم نے اس قرارداد کو لغو کر دیا اور اس کے بدلے ہم نے ایرانی حکومت کی مدد اور تقویت کی تاکہ وہ اپنے ملک میں امن وامان برقرار کرے۔ رضا شاہ کی مدد اور تقویت کا راز دشمن کا یہ پروپیگنڈہ تھا کہ رضا شاہ کو ہم چلا رہے ہیں اور اس کا ہر کام ہمارے حکم سے ہوتا ہے۔ لیکن ایسا نہیں تھا۔ مگر جب ہم نے دیکھا کہ جرمنیوں کی چالاکی وشیطنت اور شاہ کی غفلت نے ہمارے مفادات کو خطرے میں ڈال دیا ہے تو ہم نے بادل ناخواستہ رضا خان کو ملک بدر کر دیا۔

۸ - اموی حکومت کے سلسلۂ خلفائی اسلامی کا تعلق امیہ سے ہے جنہوں نے خلفائے راشدین کے بعد ۴۰ھ مطابق ۶۶۲ء میں اسلامی ممالک پر حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی اور ۱۳۲ھ ق مطابق ۷۵۰ء تک مسند خلافت پر قابض رہے۔ حکومت بنی امیہ کی بنیاد معاویہ نے رکھی تھی اس کے اور اس کے خاندان کی وجہ سے اشراف گری اور موروثی سلطنت کا نظام پھر سے زندہ ہوا جو مسلمانوں کے بنیادی اصولوں کے سراسر خلاف تھا۔ امویوں کے دور حکومت میں دنیائے اسلام میں پیش آنے والے دردناک حوادث سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے جیسے اہل بیتؑ رسالتؐ کا وحشیانہ قتل عام، قید وبند اور جلاوطنی اور معاویہ کے فرزند نحس یزید کے کارندوں کے ذریعہ امام حسین علیہ

السلام کی شہادت ۔

۹ ۔ عباسی حکومت کے سلسلۂ خلفائی اسلامی کا تعلق عباس بن عبدالمطلب سے ہے جس کی بنیاد عبداللہ سفاح نے ڈالی اور ایرانیوں کی مدد سے اس نے خلفائے بنی امیہ کے ظلم وستم کے خلاف اٹھ کھڑے ہو کر ممالک اسلامی کی خلافت پر قبضہ جمالیا ۔ اس خاندان کے ۳۶ افراد نے ۱۳۲ ھ سے ۶۰۶ ھ بمطابق ۷۵۰ء سے 1258ء تک اسلامی ممالک اور مغربی ایشیا کے کچھ حصے پر حکومت کی ۔

۱۰ ۔ امام خمینیؒ کو پہلی بار ۱۵ خرداد ۱۳۴۲ ھ ش مطابق ۵ جون ۱۹۶۳ء ساڑھے تین بجے شب میں گرفتار کیا گیا۔ گرفتاری کی وجہ روز عاشور کی مناسبت سے ۱۳ خرداد (۳ جون) کو عصر کے وقت ان کی شدید اللحسن انقلابی تقریر تھی ۔ امام خمینیؒ نے اپنی تقریر میں شاہ اور اسرائیل کو ایرانی عوام کی مشکلوں کی بنیاد قرار دیا۔ امام خمینیؒ کی گرفتاری کی خبر نے عوامی اعتراضات کا ایک طوفان کھڑا کر دیا اور یہ طوفان ۱۵ خرداد کے اس تاریخی قیام کا باعث بنا جس میں شاہ کے کارندوں اور فوجیوں کے ہاتھوں خون کی ہولی کھیلی گئی ۔ امام خمینیؒ دس ماہ تک جیل میں رہے اور پھر ۱۸ فروردین ۱۳۴۳ ھ ش بمطابق ۱۹۶۴ء میں عمومی افکار کے شدید دباؤ کی وجہ سے حکومت شاہ نے انہیں آزاد کر دیا۔

۱۱ ۔ حضرت محمد بن علیؑ جن کا لقب مبارک باقرؑ ہے شیعوں کے پانچویں امام ہیں۔ (ولادت ۵۷ ھ ق شہادت ۱۱۴ ھ ق) حضرت کی عمر مبارک ۵۷ سال تھی اور ان کی امامت کا دور ۱۹ سال کا تھا۔ اسلامی معارف اور علوم قرآن میں زبردست تبحر حاصل ہونے کی وجہ سے انہیں " باقرالعلوم " یعنی " علوم کو شگافتہ کرنے والا " کا لقب دیا گیا۔ عوام ان سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے اور پوری امت میں آپؑ کا نفوذ تھا۔ بعض روایات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کی عوامی رہبری دنیائے اسلام سے بھی آگے تھی

۱۲ - منیٰ مکہ میں اس مقام کا نام ہے۔ جہاں حاجی قربانی دیتے ہیں۔

۱۳ - امام خمینیؒ کے تحریک کو پھیلنے سے روکنے کے لئے حکومت شاہ نے کافی غور و تحقیق اور اپنے مغربی حامیوں سے مشورہ کرنے کے بعد امام خمینیؒ کو گرفتار کر کے نظر بند کردینے کا فیصلہ کیا۔ ۱۵ خرداد ۱۳۴۲ ھ ش (۵ / جون / ۱۹۶۳ء) شب کے تین بجے کے بعد شاہ کے اھل کاروں نے آپ کے گھر پر حملہ کرکے آپ کو گرفتار کیا اور تہران منتقل کردیا۔

تھوڑے ہی عرصہ میں امام خمینیؒ کی گرفتاری کی خبر پورے ملک میں پھیل گئی۔ لوگوں نے ۱۵ خرداد صبح سے ہی سڑکوں پر نکل کر، اعتراض آمیز مظاہرے شروع کردیئے۔ سب سے بڑا مظاہرہ قم میں ہوا جس میں فوج نے مداخلت کی اور متعدد افراد کو شہید کردیا۔ شاہ نے مارشل لا نافذ کردیا اور اس روز اور دوسرے دن کے مظاہروں کو سختی کے ساتھ دبا دیا فوجیوں نے ہزاروں بے گناہوں کو خاک و خون میں غلطاں کردیا۔ ۱۵ خرداد ۱۳۴۲ ھ ش (۵ / جون / ۱۹۶۳ء) کا یہ حادثہ اتنا بھیانک تھا کہ اس کی خبر ایرانی سرحدوں سے باہر بھی پھیل گئی اور وہ کروڑوں ڈالر جو ہر سال شاہ کی طرف سے پروپیگنڈے پر خرچ ہوتے تھے اس ہولناک حادثے کی خبر کو مخفی نہیں رکھ سکے۔

انقلاب اسلامی کی کامیابی کے بعد پندرہ خرداد کی سالگرہ کے موقع پر ایک پیغام میں امام خمینیؒ نے اس دن کو اسلامی انقلاب کا نقطۂ آغاز قرار دیا اور ہمیشہ کے لئے اس دن کو عمومی عزاء کا دن قرار دے دیا۔

۱۴ - دعائے کمیل مشہور دعاؤں میں سے ہے اور گہرے مفاہیم پر مشتمل ہے۔ نقل شدہ روایت کی بنا پر یہ حضرت خضر علیہ السلام کی دعا ہے جس کو شیعوں کے پہلے امام حضرت علی علیہ السلام نے اپنے خاص صحابی کمیل بن زیاد کو تعلیم فرمایا۔ اس دعا کو ہر

شب جمعہ میں اور ۱۴ شعبان کی شب میں جو مہدی موعود امام زمانہ علیہ السلام کی ولادت کی شب ہے۔" دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے، رزق وروزی کے ابواب کھل جانے اور گناہ بخش دیئے جانے کے لئے پڑھا جاتا ہے۔

۱۵ - حضرت علی بن حسین، جن کا لقب زین العابدین اور شہرت امام سجاد علیہ السلام ہے شیعوں کے چوتھے امام ہیں۔ ولادت ۳۸ ھ ق ۶۵۸ء شہادت ۹۴ ھ ق ۷۱۲ء

امام سجاد علیہ السلام کا دور رہبری اہل بیت علیہم السلام پر گزرنے والا بدترین دور تھا۔ ان کے پدربزرگوار کی تحریک اور کربلا میں اس کے دردناک انجام نے لوگوں کو بنی امیہ کے فسق وفجور کی طرف متوجہ کیا جس کی وجہ سے بنی امیہ کے خلاف نفرت وکینہ کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ امام سجادؑ نے مسلمانوں کو بنی امیہ سے زیادہ متنفر کرنے اور ان کے خلاف بغاوت کے جذبات پیدا کرنے کے لئے اس نفسیاتی عامل اور جذبے سے استفادہ کیا اور کوشش کی کہ احساس گناہ کی اس آگ کو اور بھڑکائیں اور اس کو مزید ہیبت ناک بنائیں۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ایک راستہ جو انہوں نے اختیار کیا۔ وہ طرزوروش دعا سے فائدہ اٹھانا تھا۔ امامؑ کی دعائیں ایسے معانی پر مشتمل ہیں جو اس دور کے حوادث کی تفسیر کرتے ہیں اور تبلیغ و وحدت امت کی تاسیس پر مبنی مفاہیم سے لبریز ہیں، کتاب صحیفۂ سجادیہ جو انجیل آلؑ محمدؐ کے نام سے مشہور ہے امام سجادؑ کے مشہور آثار میں سے ہے۔ ان کا یہ اثر فکری سرمایہ ہے جو اخلاقی قواعد، اصول فضائل، علوم توحید وغیرہ کی وجہ سے دوسرے تمام آثار سے ممتاز ہے۔

۱۶ - امام حسین علیہ السلام کی شہادت ان کے ۷۲ ساتھیوں کے ہمراہ دس محرم ۶۱ ھ ق مطابق ۶۸۰ء میں ہوئی۔ اس تاریخ سے اس دن کو عاشور حسینی یا عاشور کہا جاتا ہے۔ اور شیعہ مسلمان ہر سال محرم میں عزاداری برپا کرتے ہیں۔

۱۷ - یزید بن معاویہ جس کی پیدائش ۲۶ ھ ق ہلاکت ۶۲ ھ ق ۶۰ ھ ق میں ہوئی اپنے باپ کے بعد مسند خلافت پر بیٹھا۔ وہ علم وفضل سے عاری اور فسق وفجور کا دلدادہ جوان تھا۔ یزید کی حکومت ساڑھے تین سال رہی۔ پہلے سال اس ملعون نے امام حسین علیہ السلام کو ان کے ساتھیوں سمیت شہید کیا۔ دوسرے سال پیغمبرؐ کے دارالخلافہ اور مدفن مدینہ منورہ کو غارت وبرباد کیا اور تیسرے سال مکہ پر حملہ کیا۔

۱۸ - حضرت زینب (س) حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ زہرا (س) کی تیسری اولاد ہیں (ولادت ۶ ھ ق شہادت ۶۵ ھ ق) آپؑ نے اپنے پدر عالیقدرؑ اور برادر بزرگ امام حسنؑ کی خلافت کے دوران پیش آنے والے حوادث اور ان دو حضرات کی شہادت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا مدینہ سے مکہ اور وہاں سے کربلا کی جانب امام حسینؑ کی ہجرت میں آپؑ انؑ کے ہمراہ تھیں۔ واقعۂ کربلا میں آپؑ موجود تھیں اور آپؑ نے اپنے بیٹوں بھائیوں اور بھتیجوں کو شہید ہوتے دیکھا تھا۔ عصر عاشور جب شہیدوں کے پسماندگان اور اہل حرم کو یزیدی سپاہیوں نے اسیر کرلیا تو حضرت زینبؑ نے ہنایت شجاعت اور صبرواستقامت کے ساتھ اسیروں کے قافلہ کی سرپرستی اپنے ذمہ لے لی۔ کوفہ اور شام کی جانب قافلہ کے پورے راستہ میں جن لوگوں سے سامنا ہوتا تھا شہدائے کربلا کا پیغام ان تک پہنچاتی تھیں۔ عبید اللہ بن زیاد (کوفہ کا گورنر) اور یزید (خلیفۂ وقت) کے درباروں میں آپؑ کے پرجوش انقلابی خطبے مشہور ومعروف ہیں۔

۱۹ - ۲۲ بھمن ۱۳۵۷ ھ ش بمطابق ۱۱ فروری ۱۹۷۹ء میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد عالمی استکبار نے امریکہ کی سرکردگی میں انقلاب کو جڑ سے اکھاڑ دینے کی خاطر طرح طرح کی سازشیں کیں، منصوبے بنائے اور عملی اقدامات کیئے۔ تفرقہ اندازی، کودتا اور ایران کے خلاف جنگ کے علاوہ کہ جو آٹھ سال تک چلتی رہی۔ اس نے بم دھماکے کرائے

اور " مجاہدین خلق " کے منحوس کارندوں کے ذریعہ خفیہ قتل وغارتگری کا بازار گرم کیا۔
ان ناپاک حملوں کے دوران جمہوری اسلامی ایران کے بہترین سربراہ اور سیاستمدان
جن میں تبریز کے امام جمعہ ، شہید آیۃ اللہ مدنی ، شیراز کے امام جمعہ شہید آیۃ اللہ
دستغیب ، یزد کے امام جمعہ شہید آیۃ اللہ صدوقی اور کرمانشاہ کے امام جمعہ شہید آیۃ اللہ
اشرفی اصفہانی شامل تھے ۔ شہید ہوئے ۔ اپنی جانیں کھو بیٹھے ۔

۲۰ ۔ عبداللہ بن زبعری کا شعر ہے جس میں وہ کہتا ہے " **لعبت ھاشم بالملک . فلا خبر جاء ولا وحی نزل** " قبیلہ بنی ہاشم نے سلطنت کا ڈھونگ رچایا تھا ورنہ نہ تو وحی نازل ہوئی تھی اور نہ ہی ایسی کوئی خبر آئی تھی ۔ کہتے ہیں کہ جب اہل بیتؑ عصمت کو شام کے دربار میں لیجایا گیا تو یزید لعنتہ اللہ علیہ امام حسین علیہ السلام کے دندان مبارک پر چھڑی مارتا تھا اور اسی شعر کو پڑھتا جا رہا تھا ۔ مع النجوم فی ترجمہ نفس المھموم علامہ شعرانی صفحہ ۲۵۲

۲۱ ۔ مغلوں کے ایک فرمانروا چنگیز خان نے ۶۱۶ ھ ق میں اس نعرے کے ساتھ " میں عذاب خدا ہوں " اس زمانہ میں ایران کے آباد شہروں پر حملہ کیا ۔ شروع میں اس نے گنجان آبادی والے شہروں جیسے مرو ، بخارا ، نیشاپور ، ری ، قم ، آذربائیجان اور خیوہ کے پیروجوان اور خرد وکلان کو تہہ تیغ کیا ۔ تمام جانداروں کو نابود کیا ۔ درختوں کو آگ لگا دی اور تہذیب وتمدن کی ہر علامت جیسے مدرسہ ، کتابخانے ، مسجد ، عمارت ، گھر ، باغ اور دوکان وغیرہ کو ویران کر کے خاک میں ملا دیا اور ان پر ہل چلا کر سینچائی کی اور کھیتی کرنے لگا ۔

۲۲ ۔ امام خمینیؒ کی مراد رضان خان پہلوی اور اس کا بیٹا محمد رضا ہیں ۔

۲۳ ۔ پیغمبر اکرمؐ سے منقول ہے ۔ " **السلطان العادل المتواضع ظل الله ورمحه فی الارض** " تواضع پسند اور عادل بادشاہ زمین میں ظل الہیٰ اور خدا کا نیزہ ہوا کرتا ہے ۔

" **والسلطان ظل الله فی الارض یاوی الیه الضعیف وبه ینصر المظلوم** "
بادشاہ روئے زمین پر خدا کا سایہ ہوتا ہے کہ کمزور جس کی پناہ لیتے ہیں اور اسی سے مظلوم کی مدد ہوتی ہے ۔ اکثر ظالم خلفاء جابر و مستبد بادشاہوں اور فاسد رہبروں نے جو اسلامی ممالک پر حکومت

کرتے تھے یا کر رہے ہیں، عوام کی جہالت اور سیاسی عدم آگاہی کی بنا پر پیغمبر اسلامؐ کے انہی خوبصورت ارشادات سے سوء استفادہ کیا ہے اور باوجود ظلم و ستم اور فساد کے جو ان کی مملکت میں ہر جگہ رائج رہا ہے۔ وہ اپنے آپ کو روئے زمین پر "سایہ خدا" باور کراتے رہے ہیں۔

۲۴۔ شاہی حکومت نے ۲۵ مہر ۱۳۵۰ ھ ش (۱۷ اکتوبر ۱۹۷۷ء) کے دن بے انتہا سرمایہ خرچ کرکے ۲۵۰۰ سالہ جشن شہنشاہی منایا اور ۱۳۵۴ ھ ش ۱۹۷۵) کے آخر میں رضا خان کی سالگرہ کے موقع پر سینٹ اور پارلیمنٹ کے ممبروں نے مشترکہ اجلاس میں طے کیا کہ ایران کی سرکاری تاریخ کو تبدیل کرکے ہجری شمسی کے بجائے شاہنشاہی تاریخ رکھیں۔ جس کی ابتداء ہخامنشی بادشاہوں کے سلسلہ کے آغاز سے ہوتی ہے جس کی بنیاد "کوروش" نے ۵۲۹ سال قبل مسیح رکھی تھی۔ گویا اس وقت جب کہ ایران کے عوام فقر و محرومیت میں تھے ہر طرح کی سیاسی سرگرمیوں پر پابندی تھی اور جبر و استبداد کی حکمرانی تھی شاہی حکومت ۲۵۰۰ سال پرانے شاہی تمدن پر ناز کر رہی تھی۔

۲۵۔ بنی امیہ اور بنی ہاشم عبد مناف کی قوم سے قبیلۂ قریش کی دو شاخیں ہیں۔ پیغمبر اسلامؐ کا ظہور جو بنی ہاشم میں ہوا تو اس واقعہ سے اموی برہم ہوگئے اور انہوں نے آنحضرتؐ کے خلاف محاذ آرائی شروع کردی۔ یہاں تک کہ آنحضرتؐ کو ہجرت پر مجبور کردیا۔

بنی ہاشم مدینہ میں پیغمبر اکرمؐ کے ساتھ ہوگئے جب کہ مکہ " بنی امیہ کے اختیار میں چلا گیا اور قریش سب کے سب ان کے پرچم کے نیچے جمع ہوگئے۔ پیغمبرؐ کی کامیابی اور قریش کی شکست کے باعث وہ سب مسلمان تو ہوگئے۔ لیکن خاندان پیغمبرؐ یعنی بنی ہاشم کی دشمنی سے دست بردار نہیں ہوئے۔ جس کی وجہ سے تاریخ کے مختلف ادوار میں اسلام کو زبردست نقصان اٹھانا پڑا۔

۲۶۔ منقول ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے منطقہ بیضہ میں اپنے اور حر کے ساتھیوں میں خطبہ پڑھا۔ خدا کی حمد و ثنا اور شکر ادا کرنے کے بعد فرمایا: اے لوگو! پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا ہے کہ جو کسی ظالم حاکم کو دیکھے کہ وہ حرام کو حلال قرار دیتا ہے۔ خدا کے ساتھ عہد شکنی کرتا ہے۔ سنت رسولؐ کی مخالفت اور بندگان خدا پر فسق و عداوت کے ساتھ حکمرانی کرتا ہے اور وہ اس کے قول و فعل کو نہ جھٹلائے تو خدا پر لازم ہے کہ اس کو اس جگہ پر رکھے جو اس حاکم کی جگہ ہے۔"

تاریخ طبری جلد ۴ صفحہ ۳۰۴

۲۷ ۔ اشارہ ہے اس آیت کریمہ کی طرف جس میں ارشاد ہوا ہے۔ " ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا ہے اور ان پر کتاب اور میزان کو نازل کیا ہے تا کہ لوگ عدل وانصاف قائم کریں اور ہم نے لوہے کو نازل کیا ہے جس میں جنگ کی طاقت اور لوگوں کے بیشمار فوائد ہیں تا کہ یہ معلوم ہوجائے کہ کون غیب پر ایمان کے ساتھ خدا اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ بیشک خداوند متعال توانا اور مقتدر ہے۔ سورہ حدید آیت ۲۵

۲۸ ۔ روایت میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے وادی ، ذی حسم ، میں قیام فرما کر ، خدا کی حمد وثنا اور اس کا شکر ادا کرنے کے بعد فرمایا۔ " آپ حضرات دیکھ رہے ہیں کہ کیسا وقت آگیا ہے یقیناً دنیا بدل گئی ہے ۔ نیکیوں نے پیٹھ پھیر لی ہے اور تیزی کے ساتھ گزر رہی ہیں۔ ان میں سے برتن کی تہہ میں بچ رہ جانے والے پانی کے بقدر اور زندگی میں سے بہت بری چراگاہ کے علاوہ اور کچھ نہیں رہ گیا ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ حق پر عمل اور باطل سے اجتناب نہیں ہو رہا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ مومن ایسی زندگی کے بدلے خدا سے ملاقات کا خواہاں ہو ۔ پس بخدا میں موت کو سعادت وخوشبختی اور ستمگروں کے ساتھ زندگی کو رنج والم سمجھتا ہوں۔ تحفہ العقول صفحہ ۲۴۹

۲۹ ۔ متعدد روایات میں جن میں خدا نے اپنے انبیاءؑ کو خبر دی ہے۔ نیز پیغمبر اسلامؐ اور آئمہ اطہار علیھم السلام کے ارشادات میں امام حسین علیہ السلام کے درجہ شہادت پر فائز ہو جانے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ منجملہ امام حسین علیہ السلام کے بنی ہاشم کے نام خط میں مرقوم ہے۔ " امابعد ، جو میرا ساتھ دے گا وہ شہید ہوگا اور جو انحراف کرے گا وہ کامیابی کا منھ نہیں دیکھے گا۔ والسلام " اللھوف علی قتل الطفوف صفحہ ۶۹

۳۰ ۔ امام حسین علیہ السلام نے اپنے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل کو ، جو شجاع ، دانشمند اور صاحب رائے تھے کوفہ بھیجا تا کہ لوگوں سے امامؑ کے لئے بیعت لیں۔ مسلم نے کوفہ کے تقریباً ۱۸۰۰۰ افراد سے امام حسین علیہ السلام کے لئے بیعت لی اور امامؑ کے نام ایک خط بھیج کر کوفہ کی جانب حرکت کرنے کی دعوت دی ۔ عبیداللہ بن زیاد جو یزید کی طرف سے کوفہ اور عراق

عجم کا حاکم تھا۔ اس کے کوفہ میں داخل ہوتے ہی لوگوں نے مسلمؑ کا ساتھ چھوڑ دیا عبیداللہ نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے لوگوں کو امام حسین علیہ السلام کی بیعت سے روک دیا اور حضرت مسلمؑ کو قتل کر دیا۔ حضرت مسلم بن عقیل کی شہادت ۹ ذی الحجہ ۶۰ ھ ق مطابق ۶۸۰ء میں واقع ہوئی۔

۳۱۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا" جب امام حسین علیہ السلام مصائب کے ہجوم میں گھر گئے تو ساتھیوں نے ان کی جانب نگاہ کی، کیا دیکھتے ہیں کہ حضرتؑ کی حالت ہی کچھ اور ہے۔ اس لئے کہ جوں جوں مصائب میں اضافہ ہوتا تھا ساتھیوں کی حالت دگرگوں ہوتی جاتی تھی ان کے بدن کانپتے تھے اور خوف وہراس میں اضافہ ہوتا جاتا تھا جب کہ امام حسین علیہ السلام اور ان کے بعض مقرب ساتھیوں کے چہرے درخشندہ، ان کے اعضاء وجوارح پرسکون اور مطمئن دل ہوتے جاتے تھے۔

۳۲۔ مدینہ کو خیرباد کہنے سے پہلے جب امام حسین علیہ السلام اپنے جد بزرگوار حضرت رسول اکرمؐ کے روضہ پر زیارت کے لئے تشریف لے گئے تو تھوڑی دیر کے لئے وہاں آپؑ پر نیند طاری ہو گئی۔ اسی اثنا میں آپؑ پیغمبر اکرمؐ کو خواب میں دیکھتے ہیں۔ آنحضرتؐ آپؑ کے نزدیک آئے۔ آپؑ کو اپنے سینہ مبارک پر لٹایا۔ پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا" میرا باپ تم پر قربان ہو گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ اس امت کا ایک گروہ جو میری شفاعت کا امیدوار ہے تمہیں تمہارے خون میں لت پت کرے گا۔ وہ گروہ بارگاہ الٰہی میں شفاعت سے بہرہ مند نہیں ہوگا میرے لال تم جلد ہی اپنے ماں باپ اور بھائی کے پاس پہنچو گے جب کہ وہ تمہارے دیدار کے مشتاق ہوں گے۔ یقیناً تمہارے لئے جنت میں وہ مقام ہے جہاں شہادت کے بغیر نہیں پہنچ سکتے۔ (بحارالانوار جلد ۴۴ صفحہ ۲۹۷ معانی الاخبار صفحہ ۲۸۸ باب معنی موت ۷)

۳۳۔ تاریخ طبری جلد ۴ صفحہ ۳۵۸

۳۴۔ جب ابو ثمامہ صائدی نے دیکھا کہ امام حسینؑ کے اصحاب یکے بعد دیگرے شہید ہو رہے ہیں۔ تو عرض کی فرزند رسولؐ " میری جان آپؑ پر قربان "! " میں دیکھ رہا ہوں کہ دشمن آپؑ کے نزدیک آگئے ہیں اور خدا کی قسم آپؑ سے پہلے " انشاء اللہ " میں شہادت پیش کروں گا۔ میں ایسی

حالت میں اپنے خدا سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں کہ جس نماز کا وقت آگیا ہے اسے پڑھ لوں ، امام حسینؑ علیہ السلام نے آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا ۔ تو نے نماز کو یاد کیا ہے۔ خدا تیرا شمار نمازگزاروں میں کرے ۔ ہاں ! یہ نماز کا اول وقت ہے۔ اس کے بعد فرمایا " فوج یزید سے کہو ہاتھ روک لیں تا کہ ہم نماز ادا کرلیں۔ تاریخ طبری جلد ۴ صفحہ ۳۳۴

۳۵ ۔ ابو سفیان قبیلہ قریش کا سردار اور پیغمبر اسلامؐ کا سخت ترین دشمن تھا اور اسلام کی مخالفت اور مسلمانوں کو ایذائیں اور تکلیفیں دینے میں کفارومشرکین کے پیش پیش وہی تھا۔ مکہ پر مسلمانوں کی فتح اور حاکمیت سے پہلے وہ مسلمان نہیں ہوا۔ حتیٰ روایات کے مطابق وہ صرف ظاہر میں مسلمان ہوا تھا ، باطن میں اسلام کا معتقد نہیں تھا۔ ملاحظہ کیجئے حاشیہ نمبر ۸ اور ۲۰

۳۶ ۔ پہلویوں سے امام خمینیؒ کی مراد رضا شاہ پہلوی اور محمد رضا شاہ پہلوی ہیں۔

۳۷ ۔ مراد امام خمینیؒ کی مراد جنگ صفین ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے اپنی خلافت کے آغاز میں ہی معاویہ کو شام کی حاکمیت سے جو خلیفہؑ دوم نے اس کے سپرد کی تھی معزول کر دیا۔ لیکن معاویہ نے معزولی کو ٹھکرا کر ، انتقام خون عثمان کے بہانے لوگوں کو اکٹھا کیا اور حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے کوفہ کی جانب چل پڑا۔ نہر فرات کے کنارے ، صفین کے مقام پر معاویہ کی فوج کا حضرت علیؑ کے لشکر سے سامنا ہوا۔ اس جنگ میں ۹۰ مرتبہ دونوں لشکر آپس میں ٹکرائے ، جب معاویہ نے شکست کے آثار دیکھے تو عمروعاص کے حیلہ سے اپنے لشکر والوں کو حکم دیا کہ قرآن نیزوں پر بلند کریں اور جنگ چھوڑ کر حکمیت کو قبول کرنے کی دعوت دیں۔ عمروعاص کا حیلہ کارگر ہوا۔ حضرت علیؑ کے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی اور انہوں نے حضرتؑ کو حکمیت قبول کرلینے پر مجبور کر دیا جنگ صفین ماہ صفر ۳۷ ھجری میں شروع ہوئی اور ایک سو دس دن تک چلتی رہی کہا جاتا کہ اس میں کل ستر ہزار افرا کام آئے۔ جن میں ۴۵۰۰۰ کا تعلق سپاہ معاویہ سے تھا۔

۳۸ ۔ راویت میں ہے کہ پیغمبر اسلامؐ فرمایا کرتے تھے " حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں ۔ خدا دوست رکھے اسے جو حسینؑ کو دوست رکھے ، حسینؑ اسباط میں سے ایک ہیں " ارشاد شیخ مفید صفحہ ۲۳۳

۳۹ ۔ ملاحظہ کیجئے حاشیہ نمبر ۲۰ اور ۲۵

۴۰ ۔ یزید کی بیعت کا انکار کرنے کے بعد امام حسین علیہ السلام مدینہ سے مکہ روانہ ہوگئے۔ مکہ میں چارماہ قیام کرنے کے بعد، حکومت یزید کے اہل کاروں نے جو مشکلات پیدا کی تھیں اور دوسری طرف کوفہ کے عوام نے آپؑ کی بیعت کرنے کا عہد کیا تھا۔ اس بنا پر آپؑ ۸ ذی الحجہ ۶۰ ھ ق میں حج کا ارادہ ترک کرکے کوفہ کی جانب چل پڑے ۔ مکہ سے آپؑ ایسے عالم میں نکلے جب چاروں طرف سے دنیا بھر کے مسلمان حج کے سیاسی اور عبادتی مراسم میں شرکت کے لئے مکہ میں داخل ہو رہے تھے۔

۴۱ ۔ ۱۷ شہریور ۱۳۵۷ ھ ش مطابق ۸ ، ۹ ، ۱۹۷۸ء کا دن جو بعد میں جمعہ سیاہ کے نام سے مشہور ہوا ایرانی عوام کے اسلامی انقلاب کے دنوں میں سے ایک یادگار دن ہے۔ ۱۳ شہریور مطابق ۴ ، ۹ ، ۱۹۷۸ء کے بے نظیر مظاہرے جو تہران میں عید فطر کی نماز کے بعد کئے گئے ان کے بعد اسی طرح کے مظاہرے ۱۶ شہریور مطابق ۷ ستمبر کو تہران میں کئے گئے اور طے پایا کہ دوسرے دن یعنی جمعہ کی صبح کو میدان شہداء جس کو پہلے میدان ژالہ کہتے تھے اس میں مظاہرے کئے جائیں گے۔ جمعہ کی صبح کو ہی لوگ اس میدان کی طرف چل پڑے اور تقریباً چھ بجے صبح وہاں ایک لاکھ افراد جمع ہوگئے تھے۔ شاہ کے مسلح فوجیوں نے میدان کا محاصرہ کرلیا اور مشین گنوں کا رخ لوگوں کی طرف موڑ دیا۔ اسی وقت غیر مترقبہ طور پر ریڈیو سے اعلان ہوا کہ تہران اور دس دوسرے شہروں میں مارشل لا نافذ کردیا گیا ہے اور بلا فاصلہ فوج نے عوام پر گولیوں کی بارش کردی ۔ اس روز چار ہزار سے زیادہ افراد شہید اور سیکڑوں زخمی ہوئے۔ حکومت شاہ نے شہداء کی تعداد ۵۸ اور زخمیوں کی تعداد ۲۵ بتائی ۔

۴۲ ۔ بحارالانوار جلد ۴۴ صفحہ ۲۸۸

۴۳ ۔ مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنی تعزیہ داری اور ماتم پر ۸۰۰ درہم خرچ کرنے کی وصیت کی ۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ میرے باپ نے فرمایا کہ اے جعفر میرے مال میں سے کچھ مقدار رونے والوں کے لئے وقف کرو جو دس سال تک حج کے زمانہ میں منیٰ میں مجھ پر روئیں ۔ رسم ماتم کی تجدید کریں اور میری مظلومیت پر روئیں۔

۴۴ ۔ حضرت امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا ۔ " جو شخص بھی ہمارے لئے آنسو بہائے گا خداوند عالم اسے ایک ن۔ ایک دن جنت میں لے جائے گا۔ " بحار الانوار جلد ۴۴ ص ۲۷۹

۴۵ ۔ ملک الشعراء بہار لکھتا ہے " عاشور کا دن تھا، ڈاکوؤں کا ایک گروہ رضا شاہ کی سرکردگی میں (رضا خان اس وقت بادشاہ نہیں تھا) ایک دستہ کی شکل میں خاص نظم وضبط کے ساتھ بازار میں آیا۔ آلات موسیقی ان کے ساتھ تھے جن کی موسیقی کا آہنگ پر درد تھا۔ گھوڑے گاڑیاں وغیرہ ان کے ساتھ تھیں۔ فوج کا سردار رضا خان دستہ کے آگے آگے تھا اس کا سر برہنہ تھا اور وہ اپنے سر پر خاک ڈال رہا تھا۔ اسی طرح گیارہ محرم کی شب میں بھی قزاقخانہ کا دستہ بازار میں نکلا اور انہوں نے شام غریباں منائی ۔ خود سردار سپہ ننگے سر اور ننگے پیر شمع ہاتھ میں لئے ہوئے۔ تہران کی مسجد جامع اور مسجد شیخ عبدالحسین میں جو اس وقت مجالس عزاء کے اعتبار سے سب سے بڑی مسجد تھی ۔ اپنے گروہ کے ہمراہ مسجد میں داخل ہوا اور پوری مجلس کا چکر کاٹا۔ اس تظاہر سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ سردار سپہ مذہبی مقدسات کو سب سے بڑھ کر اہمیت دیتا ہے۔ دو تین سال تک یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ وہ وزیر اعظم بن گیا۔ پھر اس نے رفتہ رفتہ سینہ زنی اور ماتمی دستوں پر پابندی عائد کردی اور آخر کار اسلام کا سب سے بڑا دشمن بن گیا۔ ملاحظہ فرمائے تاریخ مختصر احزاب سیاسی جلد ا صفحہ ۱۸۳ ۔ ۱۸۴

۴۶ ۔ ملک کی داخلی امنیت اور جاسوسی کا ادارہ جو ساواک کے نام سے مشہور تھا ۱۳۳۶ ھ ش (۱۹۵۷ء) میں محمد رضا شاہ کے دستور کے مطابق اس کو سرکاری حیثیت مل گئی ۔ ساواک کا کام حکومت کے مخالفین کو نابود اور اسلامی جہاد کی تحریک کا مقابلہ کرنا تھا۔ ساواک کا امریکہ کے جاسوسی ادارے سی ۔ آئی ۔ اے اور اسرائیل کی خفیہ تنظیم " موساد " کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ سیاسی قیدیوں کو ایذارسانی میں ساواک کی قساوت اور بے رحمی اس حد تک پہنچی ہوئی تھی کہ ایمنسٹی انٹرنیشنل کے جنرل سیکریٹری نے ۱۳۵۴ ھ ش (۱۹۷۵ء) میں اعلان کیا کہ انسانی حقوق کے سلسلے میں کسی ملک کا کارنامہ اتنا سیاہ اور تاریک نہیں ہے جتنا ایران کا ہے۔ " ماموریں ساواک رضا خان " سے امام خمینیؒ کی مراد رضا خان کی جاسوسی کی تنظیم ہے۔

۴۷ ۔ ملاحظہ فرمائے حاشیہ نمبر ۴

۴۸ ۔ " آل سعود " وہابی مذہب والے امراء کی کنیت ہے جو جزیرہ العرب پر حکمران ہیں اور انھوں نے اس کا نام بدل کر سعودی عرب رکھا ہے۔ وہابیوں کے عقیدہ کے مطابق مسلمانوں کے تمام فرقے چاہے شیعہ ہوں یا سنی ، مشرک وکافر ہیں اور بت پرستوں کے زمرے میں آتے ہیں۔

جزیرۃ العرب پر اس خاندان کی ۲۶۸ سالہ حکومت کا نتیجہ فقروفاقہ ، مادی ومعنوی محرومیت اور دوسروں پر انحصار کے علاوہ اور کچھ نہیں نکل سکا۔ اس خاندان کے روساء ہمیشہ سے پہلے تو انگریزی استعمار اور پھر امریکی امپریلزم کی خدمت کرتے رہے ہیں۔

۴۹ ۔ آیتہ اللہ العظمیٰ شیخ عبدالکریم حائری یزدی ۔ (ولادت ۱۲۷۶ ھ ۔ وفات ۱۳۵۵ ھ ق) چودھویں صدی میں شیعوں کے بزرگ فقہا اور مراجع تقلید میں سے تھے۔ ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد انہوں نے نجف اور سامرا کا سفر کیا اور وہاں میرزائے شیرازی ، میرزا محمد تقی شیرازی ، آخوند خراسانی ، سید کاظم یزدی اور سید محمد اصفہانی فشارکی جیسے اساتذہ سے فیض حاصل کیا۔ ۱۳۳۲ ھ ق میں اراک آئے وہاں سے ۱۳۴۰ ھ ق میں قم تشریف لائے اور وہاں کے بزرگوں کے اصرار پر استخارہ کرکے وہیں مقیم ہوگئے اور حوزہ علمیہ قم کی بنیاد ڈالی ۔ ان کے درس میں عظیم الشان علماء نے تربیت پائی جن میں حضرت امام خمینیؒ سرفہرست ہیں۔ ان کی تالیفات اصول میں درر الفوائد اور فقہ میں الصلاۃ ، النکاح ، الرضاع اور المواریث ہیں۔

مآخذ مطالب

۱۔ ماہ محرم کی آمد کی مناسبت سے ایران کی بہادر قوم کے نام امام خمینیؒ کا پیغام
تاریخ ۔ ۱ / ۹ / ۵۷ ھ ش بمطابق ۲۲ / ۱۱ / ۱۹۷۷ء صحیفہ نور جلد ۳ صفحہ ۲۲۵

۲ ۔ ۱۴ / ۹ / ۵۷ ھ ش بمطابق ۵ / ۱۲ / ۱۹۷۷ء کو ریڈیو لوگزامبورگ کو امام خمینیؒ کا انٹرویو ۔ صحیفہ نور جلد ۴ صفحہ ۲۷

۳ ۔ ملکی آئین کے ریفرنڈم کے سلسلہ میں ملت ایران کے نام امام خمینیؒ کا پیغام تاریخ ۷ / ۹ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۳۰ / ۹ / ۱۹۷۸ء صحفیفہ نور جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۲

۴ ۔ ایران کی ملت اسلامی کو امام خمینیؒ کا پیغام تاریخ ۶ / ۱۰ / ۵۷ ھ ش بمطابق ۲۷ / ۱۲ / ۱۹۷۷ء صحفیہ نور جلد ۴ صفحہ ۱۰۰

۵ ۔ ماہ محرم میں حکومت کے وحشیانہ قتل عام کے سلسلہ میں ملت ایران کے نام امام خمینیؒ کا پیغام بتاریخ ۲ / ۱۱ / ۵۶ ھ ش بمطابق ۲۲ / ۱ / ۱۹۷۶ء صحفیہ نور جلد ۲ صفحہ ۱۱

۶ ۔ تہران میونسپلٹی کی انجمن اسلامی کے اراکین ، مذہبی خطباء ، وعاظ اور مقررین سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۴ / ۸ / ۶۰ ھ ش بمطابق ۲۶ / ۲ / ۱۹۸۰ء صحیفہ نور جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۴

۷ ۔ تہران میونسپلٹی کی انجمن اسلامی کے اراکین ، مذہبی خطباء ، وعاظ اور مقررین سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۴ / ۸ / ۶۰ ھ ش بمطابق ۲۶ / ۱۰ / ۱۹۸۰ء صحیفہ نور جلد ۱۵ صفحہ ۳۰۳

۸ ۔ امریکی نامہ نگار کو امام خمینیؒ کا انٹرویو ، بتاریخ ۱۰ / ۹ / ۵۷ ھ ش بمطابق ۲ / ۱۲ / ۱۹۷۷ء صحیفہ

نور جلد ۴ صفحہ ۱

۹ ۔ محرم کی آمد کے موقع پر ایران کی بہادر قوم کے نام امام خمینیؒ کا پیغام ، بتاریخ ۱ / ۹ / ۵۷ ھ ش بمطابق ۲۲ / ۱۱ / ۱۹۷۷ء صحیفہ نور جلد ۳ صفحہ ۲۲۵

۱۰ ۔ ملت اسلامی ایران کے نام امام خمینیؒ کا پیغام بتاریخ ۶ / ۱۰ / ۵۷ ھ ش بمطابق ۲۷ / ۱۲ / ۱۹۷۷ء صحیفہ نور جلد ۴ صفحہ ۱۰۰

۱۱ ۔ امام حسین علیہ السلام کے یوم ولادت باسعادت اور روز پاسدار کی مناسبت سے امام خمینیؒ کا پیغام بتاریخ ۶ / ۳ / ۶۱ ھ ش بمطابق ۲۷ / ۵ / ۱۹۸۱ء صحیفہ نور جلد ۱۶ صفحہ ۱۵۷

۱۲ ۔ روز پاسدار کی مناسبت سے امام خمینیؒ کا پیغام بتاریخ ۲۶ / ۳ / ۵۹ ھ ش بمطابق ۱۶ / ۶ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۱۲ صفحہ ۱۸۱

۱۳ ۔ روز پاسدار کے موقع پر سپاہ پاسداران انقلاب اسلامی کی شورائے عالی کے اعلیٰ افسیران اور وزیر سے ملاقات کے دوران امام خمینیؒ کے بیانات بتاریخ ۲۶ / ۲ / ۶۲ ھ ش بمطابق ۱۶ / ۵ / ۱۹۸۳ء صحیفہ نور جلد ۱۷ صفحہ ۲۵۵

۱۴ ۔ روز پاسدار کی مناسبت سے امام خمینیؒ کا پیغام بتاریخ ۹ / ۴ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۳۰ / ۶ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۷ صفحہ ۲۳۶

۱۵ ۔ حوزہ علمیہ قم کے طلاب اور علماء کے مجمع سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۷ / ۴ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۲۸ / ۶ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۷ صفحہ ۲۳۰

۱۶ ۔ دشمنوں کی طرف سے علماء اور اسلام کے خلاف پروپیگنڈے کے بارے میں امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۴ / ۸ / ۵۷ ھ ش بمطابق ۵ / ۱۱ / ۱۹۷۸ء صحیفہ نور جلد ۳ صفحہ ۸

۱۷ ۔ ولایت فقیہہ صفحہ ۱۱

۱۸ ۔ انجمن قائمیہ تہران کے اعضاء سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۲۰ / ۳ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۱۳ / ۵ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۷ صفحہ ۳۷

۱۹ ۔ مذہبی خطیبوں اور واعظوں سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۴ / ۸ / ۵۹ ھ ش بمطابق ۵ / ۱۱ / ۱۹۸۰ء صحیفہ نور جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۸

۲۰ - "تربت حیدریہ" کے پاسداروں اور علماء سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۳ / ۴ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۴ / ۷ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۸ صفحہ ۱۲

اسی طرح پیرس میں قیام للہ کے نتائج اور اس کی اہمیت کے بارے میں امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۱ / ۹ / ۵۷ ھ ش بمطابق ۲ / ۱۲ / ۱۹۷۷ء صحیفہ نور جلد ۴ صفحہ ۱۵

۲۱ - پیرس میں امام خمینیؒ کے قیام للہ کے نتائج اور اس کی اہمیت کے بارے میں خطاب سے اقتباس بتاریخ ۱۱ / ۹ / ۵۷ ھ ش بمطابق ۲ / ۱۲ / ۱۹۷۷ء صحیفہ نور جلد ۱۴ صفحہ ۱۵

۲۲ - حکومت شاہ کے سیاسی قیدیوں کو معاف کرنے کے بارے میں امام خمینیؒ کی تقریر بتاریخ ۳ / ۸ / ۵۷ ھ ش بمطابق ۲۵ / ۱۰ / ۱۹۷۷ء صحیفہ نور جلد ۲ صفحہ ۲۰۸

۲۳ - ظالم حکام کے مقابلہ میں آئمہ معصومینؑ کی نظر میں مسلمانوں کی شرعی ذمہ داری کے بارے میں امام خمینیؒ کی تقریر بتاریخ ۱۸ / ۹ / ۵۷ ھ ش بمطابق ۹ / ۱۲ / ۱۹۷۷ء صحیفہ نور جلد ۴ صفحہ ۴۲

۲۴ - "کرج" کے عوام، اہل ثقافت اور علماء کے مجمع سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۹ / ۳ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۹ / ۹ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۷ صفحہ ۳۱

۲۵ - استان خرسان کے ائمہ جماعات سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۸ / ۶ / ۶۰ ھ ش بمطابق ۹ / ۹ / ۱۹۸۰ء صحیفہ نور جلد ۷ صفحہ ۳۱

۲۶ - ہفتہ حکومت کی مناسبت سے صدر، وزیر اعظم اور اراکین حکومت سے ملاقات کے موقع پر امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱ / ۶ / ۶۶ ھ ش بمطابق ۲۳ / ۸ / ۱۹۸۷ء صحیفہ نور جلد ۲۰ صفحہ ۱۴۵

۲۷ - نئے سال کے موقع پر امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۳۰ / ۱۲ / ۶۶ ھ ش بمطابق ۲۰ / ۳ / ۱۹۸۷ء صحیفہ نور جلد ۲ صفحہ ۱۹۱

۲۸ - نئے سال کی مناسبت سے امام خمینیؒ کا پیغام بتاریخ ۳۰ / ۱۲ / ۶۶ ھ ش بمطابق ۲۰ / ۳ / ۱۹۸۷ء صحیفہ نور جلد ۲۰ صفحہ ۱۸۹

۲۹ - نئے سال کی آمد پر امام خمینیؒ کا پیغام بتاریخ ۳۰ / ۱۲ / ۶۶ ھ ش بمطابق ۲۰ / ۳ / ۱۹۸۷ء صحیفہ نور جلد ۲۰ صفحہ ۱۹۰

۳۰ - نئے سال کی آمد پر امام خمینیؒ کا پیغام بتاریخ ۳۰ / ۱۲ / ۶۶ ھ ش بمطابق ۲۰ / ۳ / ۱۹۸۷ء صحیفہ

نور جلد ۲۰ صفحہ ۱۹۰

۳۱ ۔ حوزۃ علمیہ قم کے طلاب اور علماء سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۷ / ۴ / ۵۴ ھ ش بمطابق ۲۸ / ۶ / ۱۹۷۶ء صحیفہ نور جلد ۷ صفحہ ۲۳۰

۳۲ ۔ سپاہ پاسداران انقلاب اسلامی کے کمانڈروں سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۲ / ۷ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۲۴ / ۹ / ۱۹۸۰ء صحیفہ نور جلد ۹ صفحہ ۱۹۴

۳۳ ۔ ظلم کے خلاف قیام کے فرض ہونے اور مقدس تکالیف الہیٰ پر بے چوں وچرا عمل کرنے کے بارے میں امام خمینیؒ کی تقریر بتاریخ ۲۷ / ۸ / ۵۷ ھ ش بمطابق ۱۸ / ۱۱ / ۱۹۷۷ء صحیفہ نور جلد ۳ صفحہ ۱۸۲ ، ۱۸۳

۳۴ ۔ ولایت فقیہہ صفحہ ۱۶۱

۳۵ ۔ پیریس میں ، خدا کے لئے قیام کے نتائج اور اس کی اہمیت کے بارے میں امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۱ / ۹ / ۵۷ ھ ش بمطابق ۳۰ / ۱۱ / ۱۹۷۷ء صحیفہ نور جلد ۴ صفحہ ۱۵

۳۶ ۔ شاہی حکومت کے سیاسی قیدیوں کی معافی کے بارے میں امام خمینیؒ کی تقریر ۔ بتاریخ ۳ / ۸ / ۵۷ ھ ش بمطابق ۲۵ / ۱۰ / ۱۹۷۷ء صحیفہ نور جلد ۲ صفحہ ۲۰۸

۳۷ ۔ ۲۵۰۰ سالہ جشن کے بارے میں امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۶ / ۳ / ۵۰ ھ ش بمطابق ۲۴ / ۵ / ۱۹۷۱ء صحیفہ نور جلد ۱ صفحہ ۱۷۴

۳۸ ۔ ارومیہ کے پاسداران انقلاب اسلامی اور علماء سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۵ / ۳ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۶ / ۶ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۸ صفحہ ۴۸

۳۹ ۔ مغربی تہران کے علماء سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۳۰ / ۷ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۲۲ / ۱۰ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۱۰ صفحہ ۳۰

۴۰ ۔ تہران کے عالموں اور واعظوں سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۷ / ۴ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۸ / ۷ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۸ صفحہ ۷۱

۴۱ ۔ قیام اللہ کے نتائج اور اس کی اہمیت کے بارے میں پیریس میں امام خمینیؒ کی تقریر بتاریخ ۱۱ / ۹ / ۵۷ ھ ش بمطابق ۲ / ۱۲ / ۱۹۷۸ء صحیفہ نور جلد ۴ صفحہ ۱۹ ۔ ۲۰

۴۲ ۔ علماء تہران سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۰ / ۴ / ۶۰ ھ ش بمطابق ۱ / ۷ / ۱۹۸۵ء صحیفہ نور جلد ۱۵ صفحہ ۵۵

۴۳ ۔ پورے ملک کے مزدوروں، معلموں اور شہید مرتضی مطہری کی سالگرہ منانے والی کمیٹی کے ممبران سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۴ / ۲ / ۶۲ ھ ش بمطابق ۲۴ / ۴ / ۱۹۸۳ء صحیفہ نور جلد ۱۷ صفحہ ۲۳۹

۴۴ ۔ چہل حدیث صفحہ ۲۱۰

۴۵ ۔ جہاد سازندگی میں امامؒ کے نمائندے اور اس کی مرکزی کمیٹی کے اراکین سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۲ / ۶ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۳ / ۹ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۹ صفحہ ۲۴

۴۶ ۔ تہران یونیورسٹی کے شعبہ الٰہیات اور معارف اسلامی کے اساتذہ اور طلاب سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۴ / ۳ / ۵۹ ھ ش بمطابق ۳ / ۶ / ۱۹۸۰ء صحیفہ نور جلد ۱۲ صفحہ ۱۴۸

۴۷ ۔ مجلس شورائے اسلامی کے پہلے اور دوسرے دور کے نمائندوں اور اسپیکر سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۹ / ۳ / ۶۲ ھ ش بمطابق ۳۰ / ۵ / ۱۹۸۳ء صحیفہ نور جلد ۱۹ صفحہ ۱۳

۴۸ ۔ ہوائی حادثہ میں کچھ فوجی کمانڈروں کی شہادت کی مناسبت سے امام خمینیؒ کا پیغام بتاریخ ۸ / ۷ / ۶۰ ھ ش بمطابق ۳۰ / ۹ / ۱۹۸۵ء صحیفہ نور جلد ۱۵ صفحہ ۱۷۱

۴۹ ۔ روز پاسدار کی مناسبت سے امام خمینیؒ کا پیغام بتاریخ ۱۶ / ۳ / ۶۰ ھ ش بمطابق ۶ / ۶ / ۱۹۸۵ء صحیفہ نور جلد ۱۴ صفحہ ۲۶۵

۵۰ ۔ ۱۵ خرداد کے قیام کی سالگرہ کے موقع پر امام خمینیؒ کا پیغام بتاریخ ۱۵ / ۳ / ۶۰ ھ ش بمطابق ۵ / ۶ / ۱۹۸۵ء صحیفہ نور جلد ۱۴ صفحہ ۲۶۳

۵۱ ۔ ۱۵ خرداد کی سالگرہ کی مناسبت سے امام خمینیؒ کا پیغام صحیفہ نور جلد ۱۶ صفحہ ۱۷۹

۵۲ ۔ آذربائیجان شرقی وغربی اور قم وتہران کے علماء خطباء اور مذہبی سخنوروں سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۲۵ / ۷ / ۶۱ ھ ش بمطابق ۱۷ / ۱۰ / ۱۹۸۱ء صحیفہ نور جلد ۱۷ صفحہ ۵۸

۵۳ ۔ روز پاسدار کی مناسبت سے امام خمینیؒ کا پیغام بتاریخ ۲۶ / ۳ / ۵۹ ھ ش بمطابق ۱۷ / ۶ / ۱۹۸۰ء صحیفہ نور جلد ۱۲ صفحہ ۱۸۱

۵۴ ۔ ایران کی ملت مسلمہ کے نام امام خمینیؒ کا پیغام بتاریخ ۶ / ۴ / ۵۷ ھ ش بمطابق ۲۷ / ۱۲ / ۱۹۷۷ء صحیفہ نور جلد ۴ صفحہ ۱۰۰

۵۵ ۔ روز پاسدار کی مناسبت سے امام خمینیؒ کا پیغام بتاریخ ۹ / ۴ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۳۰ / ۶ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۷ صفحہ ۲۳۶

۵۶ ۔ حوزہ علمیہ قم کے طلاب اور علماء سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۷ / ۴ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۲۸ / ۵ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۷ صفحہ ۲۳۰

۵۷ ۔ پاسداران قائمئیہ اور بحرینی وکردی انجمنوں کے اراکین سے ملاقات کے موقع پر امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۱ / ۴ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۳۱ / ۷ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۷ صفحہ ۲۵۱

اسی طرح عوام کے مختلف طبقوں سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۵ / ۴ / ۵۸ صحیفہ نور جلد ۸ صفحہ ۴۲

۵۸ ۔ جہاد سازندگی میں امام خمینیؒ کے نمایندے اور اس کی مرکزی کمیٹی کے اراکین سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۲ / ۶ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۳ / ۹ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۹ صفحہ ۲۳

۵۹ ۔ مغربی تہران کے علماء سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۳۰ / ۷ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۲۲ / ۱۰ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۱۰ صفحہ ۳۰

۶۰ ۔ شفاخانہ کیانیان کے ہوسپٹل کے زخمیوں، کارکنوں اور ڈاکٹروں کے مجمع سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۲۴ / ۳ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۱۴ / ۵ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۷ صفحہ ۱۰۹

۶۱ ۔ ارومیہ کے پاسداران انقلاب اسلامی اور علماء سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۵ / ۴ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۶ / ۷ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۸ صفحہ ۴۴

۶۲ ۔ " تربت حیدریہ " کے علماء اور پاسداروں سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۳ / ۴ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۴ / ۷ / ۱۹۹۷ء صحیفہ نور جلد ۸ صفحہ ۱۲

۶۳ ۔ تہران کے علماء وواعظین سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۷ / ۴ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۸ / ۷ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۸ صفحہ ۷۰

۶۴ ۔ علمائے ارومیہ سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۰ / ۱۰ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۳ / ۱۲ / ۱۹۷۹ء

صحیفہ نور جلد ۱۱ صفحہ ۱۵۳

۶۵۔ علماء کے ایک گروہ سے ملاقات کے موقع پر امام خمینیؒ کی تقریر تاریخ ۲۹ / ۸ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۲۰ / ۱۱ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۶

۶۶۔ مذہبی واعظوں اور خطیبوں سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۴ / ۸ / ۵۹ ھ ش بمطابق ۵ / ۱۱ / ۱۹۸۰ء صحیفہ نور جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۸

۶۷۔ جامعہ روحانیت مبارز تہران کے اعضاء سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۳ / ۷ / ۶۲ ھ ش بمطابق ۵ / ۱۰ / ۱۹۸۲ء صحیفہ نور جلد ۱۸ صفحہ ۱۴ اور تاریخ ۱ / ۴ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۲۲ / ۶ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۸ صفحہ ۴۲

۶۸۔ محمد علی رجائی اور محمد جواد باہنر کی شہادت کے موقع پر امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۹ / ۶ / ۶۰ ھ ش بمطابق ۳ / ۸ / ۱۹۸۵ء صحیفہ نور جلد ۱۵ صفحہ ۱۱۴

۶۹۔ ملک کے معلمین کے ایک گروہ سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۹ / ۱۱ / ۵۷ ھ ش بمطابق ۸ / ۲ / ۱۹۷۷ء صحیفہ نور جلد ۵ صفحہ ۶۱

۷۰۔ اسلامی جمہوریہ کی فوج اور سپاہ کے مجاہدین سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۸ / ۱۲ / ۶۰ ھ ش بمطابق ۹ / ۳ / ۱۹۸۵ء صحیفہ نور جلد ۱۶ صفحہ ۶۸

۷۱۔ قائمیہ تہران کی انجمنوں کے اعضاء سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۰ / ۳ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۳۱ / ۵ / ۱۹۷۷ء صحیفہ نور جلد ۷ صفحہ ۳۶

۷۲۔ ہوائی فوج کی چھاؤنی "حر" اور ژاندارمری کی ہوائی ونگ کے جوانوں سے ملاقات کے موقع پر امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۹ / ۱۰ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۳۰ / ۱۲ / ۱۹۷۷ء صحیفہ نور جلد ۱۱ صفحہ ۱۵۰

۷۳۔ مشرقی اور مغربی آذربائیجان اور قم وتہران کے علماء وخطباء اور مذہبی سخنوروں کے مجمع سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۲۵ / ۷ / ۶۱ ھ ش بمطابق ۱۶ / ۱۰ / ۱۹۸۱ء صحیفہ نور جلد ۱۷ صفحہ ۴۰

۷۴۔ مشرقی اور مغربی آذربیجان اور قم وتہران کے علماء، خطبا اور مذہبی سخنوروں سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۲۵ / ۷ / ۶۱ ھ ش بمطابق ۱۶ / ۱۰ / ۱۹۸۱ء صحیفہ نور جلد ۱۷ صفحہ ۵۸

۷۵۔ ماہ محرم کی آمد کی مناسبت سے ایران کے بہادر عوام کے نام امام خمینیؒ کا پیغام بتاریخ ۱ / ۹

/ ۵۷ ھ ش بمطابق ۲۲ / ۱۲ / ۱۹۷۷ء صحیفہ نور جلد ۳ صفحہ ۲۲۵

۷۶ ۔ نمبر ۷۳ کے مطابق بتاریخ ۲۵ / ۷ / ۶۱ ھ ش بمطابق ۱۶ / ۱۰ / ۱۹۸۱ء صحیفہ نور جلد ۱۷ صفحہ ۶۰

۷۷ ۔ نمبر ۷۳ کے مطابق بتاریخ ۲۵ / ۷ / ۶۱ ھ ش بمطابق ۱۶ / ۱۰ / ۱۹۸۱ء صحیفہ نور جلد ۱۷ صفحہ ۵۹

۷۸ ۔ مغربی تہران کے علماء کے مجمع سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۳۰ / ۷ / ۵۷ ھ ش بمطابق ۲۲ / ۱۰ / ۱۹۷۷ء صحیفہ نور جلد ۱۱ صفحہ ۳۱

۷۹ ۔ ملک بھر کے صوبوں کے مرکزی آئمہ جمعہ کے مجمع سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۲۲ / ۷ / ۶۱ ھ ش بمطابق ۱۹ / ۱۰ / ۱۹۸۱ء صحیفہ نور جلد ۱۷ صفحہ ۵۴

۸۰ ۔ شاہی حکومت کے سیاسی قیدیوں کی معافی کے بارے میں امام خمینیؒ کے ارشادات بتاریخ ۳ / ۸ / ۵۷ ھ ش بمطابق ۳۰ / ۱۰ / ۱۹۷۷ء صحیفہ نور جلد ۱۲ صفحہ ۲۱۸

۸۱ ۔ مغربی تہران کے علماء سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۳۰ / ۷ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۲۲ / ۱۰ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۹ صفحہ ۲۰۲

۸۲ ۔ انجمن فاطمیوں تہران سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۴ / ۷ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۲۶ / ۹ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۹ صفحہ ۲۰۲

۸۳ ۔ محافظت اسلام کے بارے میں عام مسلمانوں کی ذمہ داریوں کے موضوع پر امام خمینیؒ کے ارشادات بتاریخ فروردین ۴۲ ھ ش بمطابق مارچ ۱۹۶۰ء صحیفہ نور جلد ۱ صفحہ ۳۸

۸۴ ۔ ماہ محرم میں حکومت کی طرف سے وحشیانہ قتل عام کے سلسلہ میں ملت ایران کے نام امام خمینیؒ کا پیغام بتاریخ ۲ / ۱۱ / ۵۶ ھ ش بمطابق ۲۲ / ۱ / ۱۹۷۸ء صحیفہ نور جلد ۲ صفحہ ۱۱

۸۵ ۔ علماء کے مجمع سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۳ / ۱۱ / ۵۷ ھ ش بمطابق ۲ / ۲ / ۱۹۷۷ء صحیفہ نور جلد ۵ صفحہ ۱۶

۸۶ ۔ تہران کی چودہ انقلابی کمیٹیوں کے مسئولین اور سرپرستوں سے ملاقات کے موقع پر امام خمینیؒ کے ارشادات بتاریخ ۲۹ / ۱ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۲۱ / ۳ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۶ صفحہ ۳۶

۸۷ ۔ ۱۷ شہریور کی سالگرہ کے موقع پر ملت ایران کے نام امام خمینیؒ کا پیغام بتاریخ ۱۷ / ۶ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۸ / ۹ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۹ صفحہ ۵۷

۸۸ ۔ ۱۵ خرداد کی سالگرہ کے موقع پر امام خمینیؒ کا پیغام بتاریخ ۱۵ / ۳ / ۶۱ ھ ش بمطابق ۳ / ۵ / ۱۹۸۱ء صحیفہ نور جلد ۱۶ صفحہ ۱۷۹ اور تہران وقم کے علماء وواعظین کے مجمع سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۳۰ / ۳ / ۶۱ ھ ش بمطابق ۵ / ۶ / ۱۹۸۱ء صحیفہ نور جلد ۱۶ صفحہ ۲۱۹

۸۹ ۔ نمبر ۷۳، حوالہ صحیفہ نور جلد ۱۷ صفحہ ۶۲ بتاریخ ۲۵ / ۷ / ۶۱ ھ ش بمطابق ۱۶ / ۱۰ / ۱۹۸۰ء

۹۰ ۔ عملیات فتح المبین کی کامیابی کے سلسلہ میں فوجی افسروں کے پیغام کا امام خمینیؒ کی طرف سے جواب بتاریخ ۱۰ / ۱ / ۶۱ ھ ش بمطابق ۳۰ / ۳ / ۱۹۸۱ء صحیفہ نور جلد ۱۶ صفحہ ۹۹

۹۱ ۔ روز پاسدار کے موقع پر سپاہ پاسداران انقلاب اسلامی کی شورائے عالی کے اراکین، آفیسران اور وزیر سے ملاقات کے دوران امام خمینیؒ کے ارشادات بتاریخ ۲۶ / ۲ / ۶۲ ھ ش بمطابق ۱۶ / ۵ / ۱۹۸۲ء صحیفہ نور جلد ۱۷ صفحہ ۲۵۵

۹۲ ۔ بھاری صنعتوں کے وزیر، کارکنوں اور اس وزارت خانہ کے پیداواری محکموں کے نمایندوں اور علمی و صنعتی تحقیقاتی ادارے کے اختراع وایجاد کرنے والے افراد کے ایک گروہ سے ملاقات کے موقع پر امام خمینیؒ کے ارشادات بتاریخ ۱ / ۸ / ۶۲ ھ ش بمطابق ۲۳ / ۱۰ / ۱۹۸۲ء صحیفہ نور جلد ۱۸ صفحہ ۱۴۸

۹۳ ۔ وصیت نامہ، سیاسی، الہیٰ، صحیفہ نور جلد ۲۱ صفحہ ۱۷۳

۹۴ ۔ مغربی تہران کے علماء سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۳۰ / ۷ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۲۲ / ۱۰ / ۱۹۷۵ء صحیفہ نور جلد ۱۰ صفحہ ۳۱

۹۵ ۔ علماء کی ایک جماعت سے ملاقات کے دوران امام خمینیؒ کے ارشادات بتاریخ ۲۹ / ۸ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۲۰ / ۱۱ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۸

۹۶ ۔ مذہبی واعظوں اور خطیبوں سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۴ / ۸ / ۵۹ ھ ش بمطابق ۵ / ۱۱ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۳

۹۷ ۔ قم وتہران کے واعظین، علماء اور آئمہ جمعہ وجماعات سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۳۰ / ۳ / ۶۱ ھ ش بمطابق ۲۰ / ۶ / ۱۹۸۱ء صحیفہ نور جلد ۱۶ صفحہ ۲۱۸

۹۸ ۔ علماء کی ایک جماعت سے ملاقات کے دوران امام خمینیؒ کے ارشادات بتاریخ ۲۹ / ۸ / ۵۸ ھ

ش بمطابق ۲۰ / ۷ / ۱۹۸۰ء صحیفہ نور جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۷

۹۹ ۔ قم وتہران کے واعظین ، علماء اور آئمہ جمعہ وجماعات سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۳۰ / ۳ / ۶۱ ھ ش بمطابق ۲۰ / ۶ / ۱۹۸۱ء صحیفہ نور جلد ۱۶ صفحہ ۲۱۷

۱۰۰ ۔ قم وتہران کے واعظین ، علماء اور آئمہ جمعہ وجماعات سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۳۰ / ۳ / ۶۱ ھ ش بمطابق ۲۰ / ۶ / ۱۹۸۱ء صحیفہ نور جلد ۱۶ صفحہ ۲۱۸

۱۰۱ ۔ تہران کے واعظوں اور عالموں کے مجمع سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۷ / ۴ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۸ / ۷ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۸ صفحہ ۱۷

۱۰۲ ۔ قم وتہران کے واعظین ، علماء اور آئمہ جمعہ وجماعات سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۳۰ / ۳ / ۶۱ ھ ش بمطابق ۲۰ / ۶ / ۱۹۸۱ء صحیفہ نور جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۹

۱۰۳ ۔ فاطمیون تہران کی انجمنوں کے اراکین سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۴ / ۷ / ۵۷ ھ ش بمطابق ۲۷ / ۸ / ۱۹۷۷ء صحیفہ نور جلد ۹ صفحہ ۲۰۱

۱۰۴ ۔ سیاسی الہیٰ وصیت نامہ ، صحیفہ نور جلد ۲۱ صفحہ ۱۷۳

۱۰۵ ۔ خانہ کعبہ کے زائرین کے نام امام خمینیؒ کا پیغام بتاریخ ۱۶ / ۵ / ۶۵ ھ ش بمطابق ۷ / ۸ / ۱۹۸۶ء صحیفہ نور جلد ۲۰ صفحہ ۲۱

۱۰۶ ۔ کشف الاسرار صفحہ ۱۷۴

۱۰۷ ۔ تہران میونسپلٹی کی اسلامی انجمن کے اراکین ، مذہبی علماء ، خطباء اور واعظین سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۴ / ۸ / ۶۰ ھ ش بمطابق ۸ / ۱۱ / ۱۹۸۰ء صحیفہ نور جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۴

۱۰۸ ۔ علماء سے ملاقات کے دوران امام خمینیؒ کے ارشادات بتاریخ ۲۹ / ۸ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۲۸ / ۱۱ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۶

۱۰۹ ۔ فاطمیوں تہران کی انجمنوں کے کارکنوں سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۴ / ۷ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۲۶ / ۹ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۹ صفحہ ۲۰۱

۱۱۰ ۔ تہرانی علماء وواعظین کے مجمع سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۷ / ۴ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۸ صفحہ ۶۹

۱۱۱ ـ علماء سے ملاقات کے دوران امام خمینیؒ کی تقریر بتاریخ ۲۹ / ۸ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۲۰ / ۱۱ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۷

۱۱۲ ـ قم وتہران کے واعظین، علماء اور آئمہ جمعہ وجماعات سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۳۰ / ۳ / ۶۱ ھ ش بمطابق ۲۰ / ۵ / ۱۹۸۱ء صحیفہ نور جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۹

۱۱۳ ـ مغربی تہران کے علماء سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۳۰ / ۷ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۲۲ / ۱۰ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۱۰ صفحہ ۳۱

۱۱۴ ـ امام خمینیؒ کا مذہبی واعظوں اور خطیبوں سے خطاب بتاریخ ۱۴ / ۸ / ۵۹ ھ ش بمطابق ۵ / ۱۱ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۳

۱۱۵ ـ مغربی تہران کے علماء سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۳۰ / ۷ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۲۲ / ۱۰ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۱۰ صفحہ ۳۲

۱۱۶ ـ قم وتہران کے واعظین، علماء اور آئمہ جمعہ وجماعات سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۳۰ / ۳ / ۶۱ ھ ش بمطابق ۲۰ / ۵ / ۱۹۸۱ء صحیفہ نور جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۸

۱۱۷ ـ تہران میونسپلٹی کی اسلامی انجمن کے اراکین، مذہبی علماء، خطباء اور واعظین سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۴ / ۸ / ۶۰ ھ ش بمطابق ۸ / ۱۱ / ۱۹۸۰ء صحیفہ نور جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۵

۱۱۸ ـ مشرقی ومغربی آذربائیجان اور تہران وقم کے علماء، خطبا اور مذہبی سخنوروں سے خطاب کرتے ہوئے امام خمینیؒ کے ارشادات بتاریخ ۲۵ / ۷ / ۶۱ ھ ش بمطابق ۱۷ / ۱۰ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۱۷ صفحہ ۴۰

۱۱۹ ـ علماء سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۲۹ / ۸ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۲ / ۱۱ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۸

۱۲۰ ـ علماء سے ملاقات کے دوران امام خمینیؒ کے ارشادات بتاریخ ۲۹ / ۸ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۲۰ / ۱۱ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۸

۱۲۱ ـ علماء سے ملاقات کے دوران امام خمینیؒ کے ارشادات بتاریخ ۲۹ / ۸ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۲۰ / ۱۱ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۶

۱۲۲ ـ دیکھئے نمبر ۱۱۲ ـ صحیفہ نور جلد ۱۶ صفحہ ۲۰

۱۲۳ ـ تہران کے علماء واعظین سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۷ / ۴ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۸ / ۷ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۸ صفحہ ۷۰

۱۲۴ ـ دیکھئے نمبر ۱۱۲ صحیفہ نور جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۹

۱۲۵ ـ مغربی تہران کے علماء سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۳۰ / ۷ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۲۲ / ۱۰ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۱۰ صفحہ ۳۱

۱۲۶ ـ دیکھئے نمبر ۱۱۲ صحیفہ نور جلد ۱۶ صفحہ ۲۱۹

۱۲۷ ـ جمہوری اسلامی کے فوجی دانشکدہ افسری کے دوسرے دورہ کے فارغ التحصیل ہونے والوں سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۲۰ / ۸ / ۵۹ ھ ش بمطابق ۱۶ / ۱۱ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۱۳ صفحہ ۱۷۱

۱۲۸ ـ ماہ محرم کی مناسبت سے ایران کی بہادر قوم کے نام امام خمینیؒ کا پیغام بتاریخ ۱ / ۹ / ۶۷ ھ ش بمطابق ۲۲ / ۱۱ / ۱۹۸۷ء صحیفہ نور جلد ۳ صفحہ ۲۲۶

۱۲۹ ـ سیاسی، الٰہی وصیت نامہ، صحیفہ نور جلد ۲۱ صفحہ ۱۷۳

۱۳۰ ـ مذہبی واعظوں اور خطیبوں کے مجمع سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۴ / ۸ / ۵۹ ھ ش بمطابق ۵ / ۱۱ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۸

۱۳۱ ـ دیکھئے نمبر ۱۱۸ صحیفہ نور جلد ۱۷ صفحہ ۶۴

۱۳۲ ـ مغربی تہران کے علماء کی ایک جماعت سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۳۰ / ۷ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۲۹ / ۱۱ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۱۰ صفحہ ۳۲

۱۳۳ ـ دیکھئے نمبر ۱۳۰ ـ صحیفہ نور جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۸

۱۳۴ ـ دیکھئے نمبر ۱۰۷

۱۳۵ ـ بعض علماء سے ملاقات کے دوران امام خمینیؒ کے ارشادات بتاریخ ۲۹ / ۸ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۳ / ۱۱ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۸

۱۳۶ ـ دیکھئے نمبر ۱۳۵ صحیفہ نور جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۷

۱۳۷ ـ دیکھئے نمبر ۱۲۷ صحیفہ نور جلد ۱۳ صفحہ ۱۷۳

۱۳۸ ۔ دیکھئے نمبر ۱۰۷ صحیفہ نور جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۸

۱۳۹ ۔ دیکھئے نمبر ۱۳۵ صحیفہ نور جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۷

۱۴۰ ۔ الٰہی سیاسی وصیت نامہ صحیفہ نور جلد ۲۱ صفحہ ۱۷۳

۱۴۱ ۔ مذہبی واعظوں اور خطیبوں کے مجمع سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۴ / ۸ / ۵۹ ھ ش بمطابق ۵ / ۹ / ۱۹۸۰ء صحیفہ نور جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۸

۱۴۲ ۔ تہران میونسپلٹی کی انجمن اسلامی کے کارکنوں ، مذہبی خطیبوں ، واعظوں اور سخنوروں کے مجمع سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۴ / ۸ / ۶۰ ھ ش بمطابق ۲۶ / ۹ / ۱۹۸۱ء صحیفہ نور جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۴

۱۴۳ ۔ تہران میونسپلٹی کی انجمن اسلامی کے کارکنوں ، مذہبی خطیبوں ، واعظوں اور سخنوروں کے مجمع سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۴ / ۸ / ۶۰ ھ ش بمطابق ۲۶ / ۹ / ۱۹۸۱ء صحیفہ نور جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۴

۱۴۴ ۔ کشف الاسرار صفحہ ۱۷۳

۱۴۵ ۔ دیکھئے نمبر ۱۴۲ صحیفہ نور جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۴

۱۴۶ ۔ قم وتہران کے آئمہ جماعات اور باختران ، فارس اور خراسان کے آئمہ جمعہ وجماعات کے مجمع سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۲۱ / ۳ / ۶۲ ھ ش بمطابق ۱۲ / ۸ / ۱۹۸۲ء صحیفہ نور جلد ۱۸ صفحہ ۲۲

۱۴۷ ۔ دیکھئے نمبر ۱۴۲ صحیفہ نور جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۴

۱۴۸ ۔ مشرقی اور مغربی آذربائیجان اور قم وتہران کے مذہبی علماء ، خطبا اور سخنوروں کے مجمع سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۲۵ / ۷ / ۶۱ ھ ش بمطابق ۱۷ / ۱۰ / ۱۹۸۱ء صحیفہ نور جلد ۱۷ صفحہ ۶۰

۱۴۹ ۔ ماہ محرم میں حکومت کے وحشیانہ قتل عام کے بارے میں ملت ایران کے نام امام خمینیؒ کا پیغام بتاریخ ۲ / ۱۱ / ۵۶ ھ ش بمطابق ۱۲ / ۱ / ۱۹۷۷ء صحیفہ نور جلد ۲ صفحہ ۱۱

۱۵۰ ۔ ریڈیو لوگزامیورگ کو امام خمینیؒ کا انٹرویو بتاریخ ۱۴ / ۹ / ۵۷ ھ ش بمطابق ۵ / ۱۲ / ۱۹۷۷ء صحیفہ نور جلد ۴ صفحہ ۲۷

۱۵۱ ۔ محرم کی مناسبت سے ملت ایران کے نام امام خمینیؒ کا پیغام بتاریخ ۱ / ۹ / ۵۷ ھ ش بمطابق

۲۲ / ۱۱ / ۱۹۷۷ء صحیفہ نور جلد ۳ صفحہ ۲۲۶

۱۵۲ ۔ ۱۵ خرداد کی سالگرہ کی مناسبت سے امام خمینیؒ کا پیغام بتاریخ ۱۵ / ۳ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۴ / ۶ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۱۸ صفحہ ۱۲

۱۵۳ ۔ ملت اسلامی ایران کے نام امام خمینیؒ کا پیغام بتاریخ ۶ / ۱۰ / ۵۷ ھ ش بمطابق ۲۷ / ۱۲ / ۱۹۷۷ء صحیفہ نور جلد ۴ صفحہ ۱۰۰

۱۵۴ ۔ دیکھئے نمبر ۱۴۲ صحیفہ نور جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۴

۱۵۵ ۔ دیکھئے نمبر ۱۴۲ صحیفہ نور جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۳

۱۵۶ ۔ ارومیہ کے پاسداران انقلاب اسلامی اور علماء کے مجمع سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۵ / ۴ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۶ / ۷ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۸ صفحہ ۴۸

۱۵۷ ۔ پیریس میں امام خمینیؒ کے ارشادات قیام اللہ کے نتائج اور اس کی اہمیت کے بارے میں بتاریخ ۱۱ / ۹ / ۵۷ ھ ش بمطابق ۳۰ / ۱۰ / ۱۹۷۷ء صحیفہ نور جلد ۴ صفحہ ۱۹

۱۵۸ ۔ نمایندگان مجلس شورائے اسلامی کے مجمع سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۴ / ۳ / ۵۹ ھ ش بمطابق ۲۵ / ۵ / ۱۹۸۰ء صحیفہ نور جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۹

۱۵۹ ۔ تہران کے علماء وواعظین کے مجمع سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۱۷ / ۴ / ۵۸ ھ ش بمطابق ۷ / ۶ / ۱۹۷۹ء صحیفہ نور جلد ۸ صفحہ ۶۹

۱۶۰ ۔ دیکھئے نمبر ۱۴۲ صحیفہ نور جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۴

۱۶۱ ۔ امام خمینیؒ کا سیاسی الہی وصیت نامہ صحیفہ نور جلد ۲۱ صفحہ ۱۷۳

۱۶۲ ۔ قم وتہران کے آئمہ جماعات علماء اور واعظین کے ایک گروہ سے امام خمینیؒ کا خطاب بتاریخ ۳۰ / ۳ / ۶۱ ھ ش بمطابق ۲۰ / ۶ / ۱۹۸۱ء صحیفہ نور جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۹

۱۶۳ ۔ ملک کے بعض مسئولین ، عوام اور انقلاب اسلامی کی کامیابی کی سالگرہ پر آئے ہوئے غیر ملکی مہمانوں سے ملاقات کے دوران امام خمینیؒ کے ارشادات بتاریخ ۲۱ / ۱۱ / ۶۵ ھ ش بمطابق ۱۰ / ۲ / ۱۹۸۶ء صحیفہ نور جلد ۲۰ صفحہ ۶۴

حضرت سید الشہداء علیہ السلام نے ہماری ذمہ داری معین کردی ہے۔ میدان جنگ میں تعداد کم ہونے کی بنا پر نہ گھبرائیے اور شہادت سے نہ ڈریئے۔ انسان کا مقصد اور نظریہ جتنا عظیم ہو اس قدر اس کو زحمت بھی برداشت کرنا چاہیئے۔

امام خمینیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محرم و عاشورا کے بارے میں تین تقریریں

۱۔ مغربی تہران کے علماء سے امام خمینیؒ کا خطاب

اسلام کو اس وقت تک کہ ہم یہاں بیٹھے ہیں، سید الشہدأ نے زندہ رکھا ہے۔ سیدالشہداءؑ نے اپنی ہر چیز کو، اپنے جوانوں کو، مال واسباب کو، اور جو کچھ بھی ان کے پاس تھا (مال ومنال تو نہیں تھا) بلکہ جوان تھے، اصحاب تھے، سب کو، راہ خدا میں دے دیا اور اسلام کی تقویت اور ظلم کی مخالفت میں، اس دور کی عظیم شہنشاہیت کے خلاف جوآج کی شہنشاہیت سے بڑی تھی، نہایت قلیل (۱) افراد کو ہمراہ لے کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اگرچہ شہید ہوگئے مگر اس کو مغلوب کر دیا اور اس نظام ظلم کو تار مار کر کے رکھ دیا۔

ہم ان کے پیروکار ہیں، اور اسی وقت سے امام جعفر صادقؑ (۲) کے حکم اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کے دستور کے مطابق مجالس عزاء برپا کر رہے ہیں۔ ان مجالس کو جو ظالموں کے ظلم وستم اور بیدادگری کے مقابلہ میں ہیں ہم نے زندہ رکھا ہے۔ ہمارے

خطیبوں نے واقعہ (۳) کربلا کو زندہ رکھا ہے۔ ایمان سے سرشار ایک قلیل جماعت کے، ایک بڑی شیطانی طاقت کے ساتھ ٹکرا جانے کے واقعے کو زندہ رکھا ہے۔ شہید پر گریہ کرنا، تحریک کو زندہ رکھنا ہے ۔ یہ جو روایت میں آیا ہے کہ جو شخص روئے، رلائے یا رونے جیسی صورت بنائے وہ جنت میں جائے گا یہ اس لیے ہے کہ حتیٰ وہ شخص جو رونے والے جیسی صورت بناتا ہے اپنے آپ کو عزادار سمجھتا ہے وہ تحریک کی حفاظت کرتا ہے۔ وہ امام حسینؑ کی ہنضت کی حفاظت کرتا ہے۔ ان مجالس نے ہماری ملت کی حفاظت کی ہے۔ رضا خان (۴) اور اس کے خفیہ جاسوسوں نے مجالس پر پابندی عائد کر رکھی تھی ۔ رضا خان ان مجالس کا اصلی مخالف ہنیں تھا۔ رضا خان کسی کا تابع تھا۔ وہ ان کے تابع تھا جو چالباز تھے اور مسائل پر نگاہ رکھتے تھے۔ ہمارے دشمنوں نے جملہ اقوام اور شیعہ قوم کے حالات کا مطالعہ کر رکھا تھا۔ وہ مشاہدہ کر رہے تھے کہ جب تک یہ مجلسیں باقی ہیں اور مظلوم پر نوحہ سرائی اور ظلم کا بھانڈہ پھوڑنے کا سلسلہ قائم ہے وہ اپنے مقاصد حاصل ہنیں کر سکتے۔ رضا خان کے زمانہ میں ایران میں تمام مجالس پر پابندی عائد کر دی گئی ۔ انہوں نے اپنا کام کر ڈالا اور اہل منبر اور علماء کے ہاتھ باندھ دیئے، ان کو تو تبلیغ کرنے سے روک دیا اور خود اپنے پروپیگنڈے کا بازار گرم کر دیا۔ ہمیں پسماندہ رکھا، ہمارے تمام خزانے لوٹ لیئے، محمد رضا (۵) کے زمانہ میں بھی یہی چیز تھی مگر طریق کار بدلا ہوا تھا۔ تلوار و بندوق کے زور پر ہنیں بلکہ کسی اور طریقہ سے ان لوگوں کو منحرف کرنا چاہتے تھے۔ اب بھی وہی ہیں، لیکن اب ہمارے جوانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ مسئلہ وہی ہے جو رضا حان کے دور میں تھا کہ مجالس پر پابندی عائد کر دی گئی تھی ۔

اس وقت ایک گروہ ایسا وجود میں آیا ہے جو کہتا ہے کہ اب مصائب کی کیا

ضرورت ہے۔ انہیں معلوم نہیں کہ مصائب یعنی چہ ، وہ عزاداری کی ماہیت کو نہیں جانتے ۔ انہیں نہیں معلوم کہ یہ امام حسین علیہ السلام کی تحریک تھی جس نے ہماری تحریک کو جنم دیاہے۔ یہ تحریک اسی تحریک کی ایک کرن ہے انہیں نہیں معلوم کے عزائے امام حسینؑ میں گریہ کرنا۔ تحریک کو زندہ رکھنا اور اس جذبہ کوزندہ رکھنا جس کے تحت چھوٹی سی جماعت ۔ بہت بڑی شہنشاہی سے ٹکرا گئی ، حکم ہے۔ امام حسینؑ کا یہ دستور عمل ہر ایک کے لئے دستور عمل ہے۔ " کل یوم عاشورا وکل ارض کربلا " (۶) اس چیز کا حکم ہے کہ ہر روز اور ہر جگہ اسی تحریک کو زندہ رکھنا چاہئیے اور وہی طریقہ کار اختیار کرنا چاہئیے امام حسین علیہ السلام نے تعداد کم ہونے کے باوجود اپنی ہر چیز کو اسلام پر فدا کردیا۔ ایک بڑی طاقت کے مقابلہ پر ڈٹ گئے اور اس کا انکار کردیا۔ لہذا ہر روز اور ہر جگہ اس انکار کو محفوظ رہنا چاہئیے۔ یہ مجلسیں اسی انکار کوزندہ رکھنے کے لئے ہیں۔ ہمارے بچے اور جوان اس احساس کا شکار نہ ہوں کہ ہم رونے والی قوم ہیں۔ اس چیز کو دوسروں نے تمہارے کانوں میں پھونکا ہے کہ یہ رونے والی قوم ہے۔ وہ اسی گریہ سے خائف ہیں اس لئے کہ یہ گریہ ، مظلوم پر گریہ ہے۔ ظالم کے خلاف فریاد ہے۔ ماتمی دستے جو سڑکوں پر نکل اتے ہیں۔ یہ ظالم کے مقابلہ میں قیام ہے۔ اس حرکت کو محفوظ رہنا چاہئیے۔ یہ ہمارے مذہبی شعائر ہیں جن کی حفاظت ہونا چاہئیے۔ یہ ہمارے سیاسی شعائر ہیں جن کو محفوظ رہنا چاہئیے۔ یہ بکے ہوئے قلم تمہیں دھوکہ نہ دیں ۔ یہ اشخاص جو مختلف ناموں اور انحرافی مذہبوں کے تحت چاہتے ہیں کہ ہر چیز کو تم سے چھین لیں۔ یہ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ یہ مجلسیں ، مظلوم کے مصائب اور ظالم کے ظلم کا تذکرہ ہر دور میں ظالم کے مقابلہ پر لاکھڑا کرتا ہے۔ یہ متوجہ نہیں ہیں کہ یہ لوگ اس ملک اور اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ ہمارے جوان اس کی طرف متوجہ نہیں ہیں۔

ان بڑوں کے دھوکہ میں نہ آئیے۔ یہ خائن ہیں۔ یہ لوگ جو آپ کو گریہ کرنے والی قوم کہتے ہیں یہ خیانت کر رہے ہیں۔ ان کے بڑے اور ان کے ارباب اس گریہ سے خوف زدہ ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رضا خان جو دوسروں کا نوکر (۷) تھا اس نے ان چیزوں کو محو کیا۔ جب رضا خان کا دور ختم ہوا تو ریڈیو دہلی سے انگریزوں نے اعلان کیا کہ ہم ہی اسے لائے تھے اب ہم نے ہی اسے نکال باہر کیا ہے۔ وہ سچ کہتے تھے۔ وہ اسے اسلام کو مٹانے کے لئے لائے تھے اور اس کا طریقہ یہی تھا کہ ان مجالس کو آپ سے چھین لیں۔ ہمارے جوان یہ نہ سوچیں کہ وہ مجلس میں جاکر خدمت کرتے ہیں اور جب مصائب کا ذکر اتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ نہ کیجئے۔ ان کا یہ کہنا غلط ہے۔ مصائب کا ذکر ہونا چاہئیے۔ ظلم کا تذکرہ ہونا چاہئیے تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ کربلا میں کیا گذری اور یہ کام ہر روز ہونا چاہئیے۔ یہ کام سیاسی اور اجتماعی نوعیت کا ہے ــــ صحیفہ نور جلد ا صفحہ ۳۰ ۔ ۳۲

۲۔ آئمہ جماعت، علماء اور واعظین قم و تہران سے امام خمینیؒ کا خطاب

خطبا حضرات سے مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ آپ کے کام اور مجالس عزاداری کی گہرائی اور حقیقت بعض کو بالکل معلوم نہیں اور بعض کو کم معلوم ہے۔ ہماری روایتوں میں مظلوم کربلا پر آنسو کے ایک قطرے کی جو اس قدر اہمیت ہے، حتیٰ رونے والوں جیسی صورت بنانے کی اہمیت ہے۔ اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ آقائے مظلومین کو اس کی ضرورت ہے۔ اور نہ اس لئے ہے کہ آپ اور مسلمانوں کو اس سے ثواب ملے۔ اگرچہ ہر طرح کا ثواب ہے۔ لیکن مجالس عزاء کے لئے اتنا عظیم ثواب کیوں رکھا گیا ہے۔ اور کیوں خداوند عالم، ایک قطرہ اشک، حتیٰ رونے والی صورت بنانے کا اس قدر ثواب

عطا کرتا ہے؟

سیاسی نقطہ نظر سے یہ مسئلہ قدرے واضح ہو رہا ہے اور انشاء اللہ بعد میں زیادہ واضح ہوجائے گا۔ عزاداری، مجالس عزاء اور نوحہ خوانی وغیرہ کا اتنا زیادہ ثواب ہونے کی وجہ ان امور کے عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ سیاست میں ان کا اہم رول ہے۔ جس زمانے میں یہ روایتیں صادر ہوئی تھیں۔ وہ ایسا دور تھا جس میں یہ فرقہ ناجیہ اموی (۸) اور عباسی (۹) حکومتوں کے شکنجے میں تھا اور اس بھاری اکثریت کے مقابلہ میں ان کی تعداد بہت کم تھی ۔ اس وقت اس اقلیت کی سیاسی فعالیت کو منظم کرنے کی غرض سے یہ طریقہ کار اپنایا گیا اور منابع وحی سے یہ نقل کیا گیا کہ مجالس اور اشکوں کی اس قدر عظمت واہمیت ہے۔ جس کے لئے اس وقت کی شیعوں کی اقلیت، عزاداری منانے اور آنسو بہانے کے لئے اکٹھا ہوتی تھی ۔ شاید اکثر کو معلوم بھی نہیں تھا کہ اس کی غرض وغایت کیا ہے جب کہ غرض وغایت ، اکثریت کے مقابلہ میں اقلیت کو یکجا اور منظم کرنا تھی اور تاریخ کے ہر دور میں اس عزاداری نے ملکی سطح پر ایک تنظیم کا کام کیا ہے۔ اسلامی ممالک اور ایران میں جو اسلام اور تشیع کا گہوارہ ہے، حکومتوں نے جب بھی یہ چاہا کہ اسلام اور روحانیت کو بنیاد سے اکھاڑ پھینکیں تو واحد وہ چیز جس نے انکا مقابلہ کیا اور انہیں خوف زدہ کیا وہ یہی مجالس عزاء اور ماتمی دستے تھے۔

پہلی (۱۰) بار جب مجھے قم سے گرفتار کرکے لے جا رہے تھے۔ راستے میں اس گاڑی میں ایک پولیس والے نے مجھ سے کہا کہ جب ہم آپ کو گرفتار کرنے آئے تو قم میں موجود ان خیموں سے ڈر رہے تھے کہ کہیں ان کو خبر نہ ہوجائے اور ہم اپنی ڈیوٹی پوری نہ کرسکیں۔ انکی کیا حیثیت تھی ۔ بڑی طاقتیں ان خیموں سے ڈرتی ہیں۔ بڑی طاقتیں اس تنظیم سے خائف ہیں جو کسی کے وجود میں لائے بغیر، اس وسیع وعریض ملک میں، ماہ

محرم وصفر اور ماہ رمضان میں وجود میں آجاتی ہے۔ یہ مجالس ہیں جو لوگوں کو جمع کرتی ہیں اور اگر کوئی شخص اسلام کی خدمت کرنا چاہے اور کوئی پیغام دینا چاہے تو اپنی خطباء اور آئمہ جمعہ وجماعات کے ذریعے پورے ملک میں پھیل جاتا ہے۔ اس الہیٰ اور حسینیؑ جھنڈے کے نیچے لوگ خود بخود منظم ہوجاتے ہیں۔ اگر بڑی طاقتیں اپنے ملکوں میں کوئی اجتماع منعقد کرنا چاہیں تو شاید دسیوں روز کی زحمت اور محنت کے بعد، ایک لاکھ، یا پچاس ہزار افراد جمع ہوجائیں اور جس کو تقریر کرنا ہو اس کی تقریر سنیں۔ لیکن آپ ملاحظہ فرماتے ہیں کہ ان مجالس کی وجہ سے جنہوں نے دلوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیا ہے اور لوگوں کو جوش وجذبہ سے سرشار کیا ہے جیسے ہی کوئی مسئلہ پیش آتا ہے تو ایک شہر میں ہی نہیں بلکہ پورے ملک میں، ہر صنف سے تعلق رکھنے والے لوگ اور عزاداران سید الشہداءؑ جمع ہوجاتے ہیں اور کسی پروپیگنڈے اور تبلیغات کی ضرورت نہیں پڑتی ۔ جب لوگ دیکھتے ہیں کہ یہ بات سید الشہداءؑ کا فرمان ہے تو سب جمع ہوجاتے ہیں۔ ایک امام معصومؑ، شاید امام محمد باقر (۱۱) علیہ السلام نے (مجھے اچھی طرح یاد نہیں) جو یہ فرمایا کہ منیٰ (۱۲) میں ایک شخص کو مجھ پر نوحہ سرائی کے لئے مقرر کیا جائے جو وہاں مجھ پر گریہ کرے اور میرا غم مناؤ ۔ تو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام اس کے محتاج تھے اور نہ یہ کہ ذاتی طور پر ان کے لئے اسکا کوئی فائدہ تھا۔ لیکن اس کے سیاسی پہلو کو ملاحظہ فرمائیے۔ منیٰ میں جس وقت اطراف واکناف عالم سے لوگ جمع ہوتے ہیں ایک یا چند اشخاص جمع ہو کر امام محمد باقر علیہ السلام کے لئے نوحہ سرائی کریں اور ان لوگوں کے ظلم کی داستان بیان کریں جنہوں نے ان کی مخالفت کی اور انہیں شہید کیا تو یہ مسئلہ ایک موج بن کر پوری دنیا میں پھیل جائے گا۔ ان مجالس عزاء کو کم مت سمجھیئے۔

شاید کچھ مغرب زدہ لوگ ہمیں رونے والی قوم کہیں اور شاید کچھ اپنے لوگ اس چیز کو نہ سمجھ پائیں کہ ایک قطرہ اشک اور ایک مجلس کا کس قدر ثواب ہے۔ شاید اس چیز کو اور وہ ثواب جو دعاؤں کے لئے ذکر ہوا ہے اسے نہ سمجھ پائیں اور نہ درک کر سکیں کہ دو سطر دعا کے لئے اس قدر ثواب کیونکر ہے۔ ان دعاؤں اور خدا کی جانب تمام لوگوں کی توجہ کا سیاسی پہلو یہ ہے کہ ایک قوم کو ایک اسلامی مقصد کے لئے منظم کیا جائے۔ مجلس عزاء صرف اس لئے نہیں کہ امام حسین علیہ السلام کے لئے گریہ کریں اور ثواب حاصل کریں۔ البتہ ثواب تو اپنی جگہ پر ہے اور اخروی اجر نصیب ہوتا ہے۔ لیکن اہم چیز انکا سیاسی پہلو ہے۔ ہمارے آئمہ نے صدر اسلام میں ایسا منصوبہ بنا دیا ہے جو آخر تک چلے گا اور وہ ہے ایک جھنڈے اور ایک طرز فکر کے تحت جمع ہو جانا۔ اور اس کام میں عزائے سید الشہداءؑ سے بڑھ کر کوئی بھی چیز موثر نہیں ہو سکتی۔ آپ یہ گمان بھی نہ کیجئے کہ اگر یہ مجالس عزاء نہ ہوتیں۔ یہ سینہ زنی اور نوحہ سرائی کرنے والے دستے نہ ہوتے تب بھی (۱۳) ۱۵ خرداد کا واقعہ پیش آجاتا۔ کوئی طاقت بھی سید الشہداءؑ کی طاقت کے سوا ۱۵، خرداد کو وجود میں نہیں لاسکتی تھی۔ اور اس قوم و ملت پر ہر طرف سے جو حملہ ہو رہا ہے اور تمام بڑی طاقتیں اس کے خلاف سازشیں کر رہی ہیں مجالس عزاء کی طاقت کے بغیر کوئی طاقت بھی اس کا سدباب نہیں کر سکتی ان مجلسوں میں جو سید مظلومینؑ کے سوگ اور غم اور اس شخص کی مظلومیت کا اظہار کرنے کے لئے ہوتی ہیں، جس نے رضائے خدا کی خاطر اپنی اولاد اور اپنے دوستوں کی جانیں قربان کر دیں، ان مجلسوں نے جوانوں کو ایسا بنا دیا ہے کہ محاذ جنگ پر جاتے ہیں اور شہادت کی تمنا کرتے ہیں اور اس پر فخر کرتے ہیں اور اگر شہادت نصیب نہ ہو تو دکھی ہوتے ہیں۔ ان مجالس نے ایسی مائیں پیدا کی ہیں جو اپنے جوان بیٹوں کو قربان کرتی ہیں اور اس کے بعد بھی

کہتی ہیں کہ ابھی ایک یا دو بیٹے اور بھی ہیں۔ یہ مجالس سید الشہداء مجالس دعا، دعائے کمیل اور دوسری دعائیں ہیں جنہوں نے اس جمعیت میں یہ جذبہ پیدا کیا ہے اور اسلام نے ان چیزوں کی بنیاد پہلے ہی رکھ دی تھی کہ یہ اسی طرز فکر اور اسی منصوبے کے تحت آگے بڑھے۔ اور اگر لوگ حقیقت میں سمجھ جائیں اور سمجھا دیں کہ مسئلہ کیا ہے اور یہ عزاداری کس لئے ہے اور اس گریہ کی اتنی اہمیت اور خدا کے پاس اس کا اتنا ثواب کیوں ہے تو اس وقت ہمیں رونے والی قوم نہیں کہیں گے۔ بلکہ ہمیں انقلابی قوم کہیں گے۔ اگر یہ لوگ سمجھ جائیں کہ حضرت سید سجاد (۱۵) علیہ السلام جنہوں نے کربلا میں اپنا سب کچھ قربان کردیا تھا اور ایسی حکومت کے دور میں تھے جو ہر کام کر سکتی تھی انہوں نے دعاؤں کا جو مجموعہ چھوڑا ہے ان دعاؤں نے کیا کرشمہ دکھایا ہے اور کس طرح یہ دعائیں لوگوں کو منظم کر سکتی ہیں تو ہم سے نہ کہیئے کہ دعاؤں کا کیا فائدہ ہے۔

اگر ہمارے روشن فکر یہ سمجھ جاتے کہ ان مجالس عزاء، دعاؤں، اذکار اور مجالس غم کا سیاسی اور اجتماعی پہلو کیا ہے تو نہ کہتے کہ ہم یہ کام کیوں کر رہے ہیں۔ تمام روشن فکر، مغرب زدہ اور قدمتمند افراد مل کر بھی ۱۵، خرداد (۱۵ جون) کو وجود میں نہیں لاسکتے۔ یہ قدرت اس وجہ سے ہے کہ سب کے سب ایک جھنڈے تلے جمع ہیں۔ ہم چلا چلا کر کہہ رہے ہیں کہ ہمیں اسلام چاہئیے جمہوری اسلامی چاہئیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جمہوری اسلامی میں، اسلام اور خدا کے نام پر سبھی جمع ہوجاتے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ اسی جمہوری اسلامی کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ عوام خدا کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

یہ جمہوری اسلامی، ملت اور دوسرے ممالک کے افراد کی طاقت سے سرشار ہے۔

ہماری قوم ان مجلسوں کی قدر کرے۔ ایام عاشور (۱۷) اور سال کے دیگر ایام کی یہی مجلسیں ہیں جو ملت کو زندہ رکھتی ہیں۔ اگر یہ لوگ ان کی سیاسی اہمیت کو جان

جائیں تو بھی مغرب زدہ لوگ مجلسیں برپا کریں اور عزاداری منائیں۔ اگر انہیں اپنی ملت اور اپنے ملک کی ضرورت ہو۔ میں امیدوار ہوں کہ پہلے سے زیادہ اور بہتر طور پر مجلسیں منعقد ہوں۔ اور بڑے خطباء سے لے کر نوحہ خوان تک اس میں مؤثر ہیں۔ وہ شخص جو منبر کے بغل میں کھڑے ہو کر چند شعر پڑھتا ہے اور وہ جو منبر پر بیٹھ کر خطابت کرتا ہے دونوں اس میں مؤثر و مفید ہیں اور طبیعی تاثیر رکھتے ہیں۔ اگرچہ بعض افراد کو یہ معلوم بھی نہ ہو کہ غیر شعوری طور پر وہ کیا کر رہے ہیں۔

تقریباً ہم اس مرتبہ تک پہنچ چکے ہیں کہ ہماری ملت نے ایسا انقلاب برپا کیا اور ایسا دھماکہ کیا جس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ ایک ایسی ملت جس کی ہر چیز وابستہ تھی اور سابقہ حکومت نے اس کی ہر چیز غارت کردی تھی۔ اس ملک کی انسانی شرافت کا جنازہ نکال دیا تھا۔ اور ہماری ہر چیز کو دوسروں سے وابستہ کردیا تھا۔ اچانک ایک دھماکہ ہوا اور یہ دھماکہ انہی مجالس کی برکت سے تھا۔ جنہوں نے تمام ملک کو ایک جگہ جمع کردیا تھا اور سب کی نگاہیں ایک نقطہ پر تھیں۔ خطباء حضرات اور آئمہ جمعہ وجماعات، اس چیز کو عوام کے سامنے بیان کریں تاکہ دنیا یہ نہ سوچے کہ ہم رونے والی قوم ہیں۔ ہم ایسی قوم ہیں جس نے اسی گریہ کے ذریعہ پچیس سو سالہ شہنشاہیت کا صفایا کردیا۔ ۔ صحیفہ نور جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۷ - ۲۱۰

۳۔ قم تہران اور مشرقی و مغربی آذربائیجان کے علماء اور خطبا سے خطاب

۲۵/ ۷/ ۱۷ھ ش مطابق ۱۷/ ۱۰/ ۸۲ء

ہماری قوم نے چھ ماہ کے بچے سے لیکر اسی سالہ بوڑھے تک کو راہ خدا میں قربان کیا ہے اور بھی اس عظیم شخصیت حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی پیروی

ہے۔

حضرت سید الشہداء علیہ السلام نے سب کو سکھا دیا کہ ظلم وستم اور جابر وظالم حکومت کا مقابلہ کس طرح کیا جائے۔ وہ شروع سے جانتے تھے کہ جس راستے کو اپنایا ہے اس میں انہیں اپنے تمام اصحاب اور خاندان والوں کو فدا کرنا پڑے گا اور اسلام کے ان پیاروں کو اسلام پر قربان کرنا پڑے گا۔ لیکن اس کے نتیجہ سے بھی آگاہ تھے۔ اگر امام حسین علیہ السلام کی یہ تحریک اور قربانی نہ ہوتی تو یزید (۱۷) اور اس کے پیروکار اسلام کا چہرہ مسخ کر کے لوگوں کے سامنے پیش کرتے، وہ لوگ پہلے سے ہی اسلام کے معتقد نہیں تھے اور اولیاء اسلام سے کینہ اور حسد رکھتے تھے۔ سید الشہداءؑ نے اپنی اس قربانی کے ذریعہ نہ صرف یزید کو شکست دی بلکہ تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا کہ لوگ متوجہ ہوگئے کہ کیا مصیبت ٹوٹ چکی ہے۔ اور یہی مصیبت باعث بنی کہ بنی امیہ کی بساط الٹ گئی۔ اور تاریخ کے ہر دور میں سب کو سکھا دیا کہ راستہ یہی ہے۔ وہ تعداد کی کمی سے خوف زدہ نہ ہوئے۔ تعداد سے کام نہیں بنتا۔ بلکہ تعداد کی کیفیت اور دشمنوں کے مقابلہ میں جہاد کی کیفیت سے کام بنتا ہے۔ افراد ممکن ہے زیادہ ہوں، لیکن کیفیت کے اعتبار سے ناقص ہوں اور ممکن ہے افراد کم ہوں لیکن کیفیت کے اعتبار سے توانا اور سربلند ہوں۔

دنیا کی بڑی طاقتیں اور مشرقی اور مغربی بلاک والے خواہ ہمارے انقلاب کے دشمن ہوں اور دنیا کے تمام ذرائع ابلاغ اس تحریک کے خلاف قلم فرسائی کریں اور جھوٹ کے طومار باندھیں لیکن جو حقیقت ہے وہ واضح ہو کر رہے گی اور جس روز حضرت سید الشہداءؑ کو مظلومیت کی حالت میں شہید کر دیا گیا، بعض لوگ انہیں خارجی کہتے تھے کہ اس نے حکومت حق کے خلاف بغاوت کی ہے۔ لیکن نور خدا چمکتا ہے اور

چمکتا رہے گا اور ساری دنیا نور سے منور ہوجائے گی۔

ماہ محرم الحرام میں ہماری ذمہ داری کیا ہے؟ اس ماہ میں علمائے اعلام اور خطبائے عظام کی ذمہ داری کیا ہے؟ اور اس ماہ محرم میں ملت کے تمام اصناف کی ذمہ داری کیا ہے؟ امام حسینؑ، ان کے اصحاب اور اہل بیتؑ نے ذمہ داری بتادی ہے کہ میدان میں ایثار وفداکاری کا مظاہرہ کریں اور میدان سے ہٹ کر تبلیغ کریں جس قدر امام حسین علیہ السلام کی فداکاری خدا کی بارگاہ میں قدروقیمت رکھتی ہے اور اس نے ان کی تحریک کو آگے بڑھانے میں مدد کی ہے حضرت سید سجادؑ اور حضرت زینبؑ (۱۸) کے خطبے بھی اسی قدر مؤثر ہوتے ہیں۔ انہوں نے ہمیں سمجھایا کہ ظالم کے مقابلہ میں اور حکومت ظلم وجور میں عورتوں اور مردوں کو نہیں ڈرنا چاہئیے۔ حضرت زینب سلام اللہ علیھا نے یزید کے سامنے اسے اس قدر رسوا کیا کہ بنی امیہ اپنی پوری تاریخ میں اتنے رسواء نہیں ہوئے تھے۔ راستہ میں، کوفہ اور شام میں جو تقریریں کیں اور حضرت سید سجاد علیہ السلام نے جو خطبہ ارشاد فرمایا اس سے واضح کر دیا کہ ہمارے بارے میں غلط پروپیگنڈا کیا گیا تھا۔ سید الشہداءؑ کے بارے میں یہ پروپیگنڈا ہو رہا تھا کہ انہوں نے حکومت وقت اور خلیفۂ رسول اللہ کے مقابلہ میں بغاوت کی ہے حضرت سید سجادؑ اور حضرت زینبؑ نے اس بات کو مجمع عام میں فاش کیا اور اسکی تردید کی، آج ہمارے ملک کا بھی یہی عالم ہے۔ حضرت سید الشہداءؑ نے ہماری ذمہ داری معین کردی ہے میدان جنگ میں تعداد کی کمی اور شہادت سے نہ گھبرائیے۔ جس قدر انسان کا مقصد اور ہدف عظیم ہو اسی قدر اسکو زحمت بھی اٹھانا چاہئیے۔ ہم اب بھی صحیح طور پر نہیں سمجھ پائے ہیں کہ اس کامیابی کا حجم کتنا ہے۔ بعد میں آنے والے اس کامیابی کی وسعت وعظمت کو سمجھیں گے۔ جو عظمت اس کامیابی کی ہے اسی کے بقدر مصیبتیں بھی جھیلنا پڑیں گی۔ ہمیں یہ توقع نہیں رکھنا

چاہئیے کہ ہم نے اس خطہ میں سے کچھ حکومتوں کے منافع کا قلع قمع کر دیا ہے تو ہمیں کوئی صدمہ نہیں پہنچے گا۔ ہمیں توقع نہیں رکھنا چاہئیے کہ اس عظیم کامیابی کے بعد ہمیں کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ ہم جس طرح ماضی میں تھے ویسے ہی ہمیں اب بھی رہنا چاہئیے۔ تمام علماء چاہے وہ خطبا ہوں یا ائمہ جمعہ وجماعت ہوں جو بھی عوام سے سروکار رکھتا ہے اور ان کے سامنے تقریر کرتا ہے۔ اس کی ذمہ داری یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی تحریک اور ان کے قیام کے مقصد سے لوگوں کو آگاہ کرے کہ وہ قیام کیا تھا اور کتنے قلیل افراد نے قیام کیا تھا اور کیسے کیسے مصائب اٹھانے کے بعد اسے انتہا کو پہونچایا۔ اگرچہ ان کی تحریک ختم ہونے والی نہیں۔

ہر سخنور اور مقرر کو اس چیز کی طرف متوجہ رہنا چاہئیے۔ اور ہم سب کو اس حقیقت کو پیش نظر رکھنا چاہئیے کہ اگر امام حسین علیہ السلام کی تحریک نہ ہوتی تو ہم کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے تھے۔ یہ اتحاد جو ہماری کامیابی کی بنیاد بنا۔ یہ مجالس عزاء وسوگواری اور تبلیغ وترویج دین کی انہی مجالسوں کی وجہ سے تھا۔ سید مظلومینؑ نے ملت کے لئے ایک وسیلہ فراہم کر دیا کہ بغیر زحمت کے لوگ اکٹھا ہوجاتے ہیں۔ اسلام نے مسجدوں کو مورچے قرار دیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ انہی مسجدوں اور اجتماعات جمعہ وجماعات کے ذریعہ اسلام کی ترقی کے تمام اسباب مہیا ہیں۔ خاص کر سید الشہداءؑ نے اپنے طریق کار کے ذریعہ ہمیں سکھا دیا کہ میدان میں اور میدان کے باہر کیسے رہنا چاہئیے۔ جنگ کرنے والے افراد کو کیسے جنگ کرنا چاہئیے۔ اور جو لوگ محاذ جنگ پر نہ ہوں انہیں کس انداز میں تبلیغ کرنا چاہئیے۔ انہوں نے جنگ کی کیفیت اور مٹھی بھر جماعت کی کثرت کے ساتھ جنگ کرنے کی کیفیت کو بتانے کے ساتھ یہ بتا دیا کہ تعداد کی کمی کے باوجود ظالم حکومت کا مقابلہ کیسے کیا جائے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو حضرت سید الشہداءؑ اور اہل بیت

علیھم السلام نے ملتوں کو گوش گذار کی ہیں اور ان کے فرزند بزرگوار نے بھی یہ بتایا ہے کہ جب کوئی مصیبت آجائے تو کیا کرنا چاہئیے۔ آیا انسان سر تسلیم خم کردے ؟ جہاد میں نرمی کا قائل ہوجائے ؟ یا نہ بلکہ جس طرح حضرت زینب سلام اللہ علیھا نے اس عظیم مصیبت کا مقابلہ کیا جس کے مقابلہ میں ہر مصیبت ہیچ ہے اور کافروں اور ملحدوں کے سامنے تقریریں کیں اور جب بھی موقع ملا، حق کو برملا کیا، اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اس نقاہت اور کمزوری کے باوجود، کماحقہ تبلیغ کا فریضہ نبھایا، ایسے ہی کرناچاہئیے۔

آپ حضرات اور تمام وہ علماء جو ملک کے اندر ہیں، سب کی ذمہ داری ہے کہ خدا کی اس نعمت اور اس کے عطیے کی حفاظت کریں اور اس نعمت کاشکر بجالائیں اور اسکا شکریہ ہے کہ تبلیغ کریں ۔ جو کام سید الشہداءؑ نے کیا اور جو مقصد ان کا تھا جو راستہ انہوں نے اختیار کیا اور جو کامیابی شہادت کے بعد انھیں اور اسلام کو نصیب ہوئی ۔ اسے لوگوں کے سامنے آشکار کریں اور یہ باور کرائیں کہ اسلام میں جہاد کا انداز وہی ہے جو انہوں نے اختیار کیا۔ وہ جانتے تھے کہ سو افراد سے کم اس مختصر سی جماعت کو لے کر ہر لحاظ سے مسلح اس ظالم کے ساتھ مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔

یہ ماہ محرم ہے۔ اس میں آپ کو تبلیغ کرنا چاہئیے۔ اس محرم کو زندہ رکھیئے۔ ہمارے پاس جو کچھ ہے اس محرم اور ان مجلسوں کی وجہ سے ہے۔ ہماری تبلیغی مجلسیں بھی محرم کی وجہ سے ہیں اور سید الشہداءؑ کی شہادت، اور ان کے قتل ہوجانے کا نتیجہ ہیں، ہمیں دنیا پر اس شہادت کی تاثیر کی گہرائی کو درک کرنا چاہئیے اور توجہ رکھنا چاہئیے کہ اس کی تاثیر آج بھی باقی ہے۔ اگر یہ وعظ وخطابت اور سوگواری کی مجلسیں اور اجتماعات نہ ہوئے تو ہمارا ملک کامیاب نہیں ہوسکتا تھا۔ سب نے امام حسین علیہ

السلام کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو کر قیام کیا۔ اب بھی آپ دیکھتے ہیں کہ جنگ کے محاذوں پر جب ان مجاہدوں کو دکھاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے عشق امام حسین علیہ السلام میں محاذ جنگ کو گرم کر رکھا ہے۔

لیکن محرم وصفر کے ان اجتماعات اور دوسرے اجتماعات میں ، مبلغین ، علماء وخطبا کو چاہئیے کہ آج کے سیاسی مسائل اور لوگوں کی ذمہ داری سے انہیں آگاہ کریں خاص کر اس دور میں جب چاروں طرف ہمارے دشمن ہی دشمن ہیں۔ ملک کے عوام کو باور کرائیں کہ ابھی ہم راستہ میں ہیں۔ ہمیں انشاء اللہ منزل مقصود تک پہنچنا ہے۔ ان حالات کے مطابق جو اب تک رہے ہیں کہ ہمارے ملک کے تمام افراد میدان میں موجود تھے۔ اگر اسی حالت میں آگے بڑھیں تو آخرکار یقینی طور پر کامیاب ہوں گے۔ لیکن ہمیں سست نہیں ہونا چاہئیے۔

ہمارے ملک کا ابتداء سے ہی نعرہ یہ تھا کہ ہمیں جمہوری اسلامی اور مکمل آزادی چاہئیے جو نہ مشرقی ہو نہ مغربی ، اس نے ابتداء سے ہی دنیا کو بتا دیا کہ ہم امریکہ ، روس یا کسی اور طاقت کی حمایت کے تحت نہیں ہیں۔ ہم خدائے تبارک وتعالیٰ کی حمایت اور پرچم توحید کے سائے میں ہیں کہ وہی امام حسین علیہ السلام کا پرچم بھی ہے۔ جب آپ نے دنیا کے سامنے یہ اعلان کیا ہے تو دنیا بھی آپ کے خلاف اٹھ کھڑی ہوگی ۔ ہمیں شروع سے ہی اس حقیقت کو مدنظر رکھنا چاہئیے کہ جس طرح سید الشہداءؑ نے ہر قسم کے اسلحے سے لیس اس اکثریت کے مقابلہ میں قیام کیا اور شہید ہوگئے ہم بھی شہادت کے لئے تیار ہیں۔اس وقت جب کہ بعض آئمہ جمعہ (۱۹) کو شہید کر دیا گیا ہے۔ اس کے باوجود جو حضرات موجود ہیں وہ اعلان کر رہے ہیں کہ ہم سرحد شہادت تک اس فریضہ کو نبھائیں گے۔ سب کو ایسا ہی ہونا چاہئیے۔ ۔ صحیفہ نور جلد ۱۷ صفحہ ۵۸ ۔ ۶۲

دوسرا حصہ

محرم شہادت کا رنگین دیباچہ

ماہ محرم ، ماہ انقلاب ، ماہ شجاعت اور ماہ فدا کاری ، شروع ہوگیا وہ مہینہ جس میں خون کو تلوار پر کامیابی نصیب ہوئی ۔ وہ مہینہ جس میں قوت حق نے باطل کو ہمیشہ کے لئے نابود کر کے ستمگروں اور ظالم حکومتوں کی پیشانی کو داغ دار بنا دیا۔ وہ مہینہ جس نے تاریخ کے ہر دور کی نسلوں کو شمشیر کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کرنے کا سلیقہ سکھایا۔ وہ مہینہ جس میں کلمہ حق کے مقابلہ میں بڑی طاقتوں کی شکست ، صفحہ تاریخ پر ثبت ہوگئی ۔ وہ مہینہ جس میں امام مسلمین نے ہمیں ستمگروں کے ساتھ لڑنے کا انداز بتایا۔ وہ مہینہ جس میں حریت وآزادی کے متوالوں اور حق کے ترجمانوں کے تنے ہوئے مکوں کو ٹینکوں ، مشین گنوں اور شیطانی لشکروں کے مقابلہ میں کامیاب ہونا چاہئیے۔ اور کلمہ حق ، باطل کو نابود کر دے ۔ (۱)

○○○○○
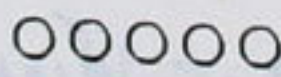
محرم وہ مہینہ ہے جس میں عدل نے ظلم اور حق نے باطل کے مقابلہ پر اٹھ کھڑے ہو کر یہ ثابت کر دیا کہ تاریخ کے ہر موڑ پر حق ہمیشہ باطل کے ساتھ مقابلہ میں کامیاب ہوا ہے ۔ (۲)

○○○○○

محرم وہ مہینہ ہے جس میں مظلوموں اور مجاہدوں کے سید و سردار کے ذریعہ اسلام کو نئی زندگی ملی اور اس کو تخریب کار عناصر اور حکومت بنی امیہ کی سازش سے نجات ملی کہ جنہوں نے اس کو نابودی کے دہانے پر لاکھڑا کیا تھا۔ شروع سے ہی شجر اسلام کی آبیاری شہیدوں اور مجاہدوں کے خون سے ہوئی ہے اور وہ بار آور ہوا ہے۔

(۳)

ماہ محرم شیعوں کے لئے وہ مہینہ ہے جس میں کامیابی، فدا کاری اور خون دینے سے حاصل ہوئی ہے۔ (۴)

○○○○○

محرم کا مہینہ کس قدر مصیب افزاء ہے یہ مہینہ تعمیر نو اور دشمن شکنی کے لئے ہی مناسب ہے۔ ماہ محرم شہداء اور اولیائے الہٰی کے سید و سردار کی ہمہ گیر تحریک کا مہینہ ہے جنہوں نے طاغوت کے مقابلہ پر اٹھ کھڑے ہو کر بشریت کو تعمیر نو اور دشمن شکنی کی تعلیم دی اور ظالم کو فنا کے گھاٹ اتارنے اور ستمگر کے دانت کھٹے کرنے کا راز قربان ہونے اور قربانی دینے میں پایا۔ یہ چیز قیامت تک ہماری ملت کے لئے اسلامی تعلیمات کی نمایاں سرخی ہے۔ (۵)

○○○○○

محرم اور صفر نے اسلام کو زندہ رکھا ہے۔ (۶)

○○○○○

محرم و صفر کو اہل بیت علیہم السلام کے مصائب کے تذکرے کے ساتھ زندہ رکھنا چاہئیے۔ اس لئے کہ یہ مذہب اب تک تذکرۂ مصائب کے صدقہ میں زندہ رہا ہے۔

(۷)

○○○○○

محرم وہ مہینہ ہے جس میں لوگ حق بات سننے کے لئے بالکل تیار ہوتے ہیں۔

(۸)

○○○○○

اب جب کہ علماء، خطبا، مجاہدین اسلام اور سید الشہداءؑ کے شیعیان عالی مقام کے ہاتھوں میں محرم، شمشیر الہیٰ کے مانند ہے تو انہیں چاہئیے کہ اس سے کماحقہ استفادہ کریں اور قدرت خداوندی پر بھروسہ کرتے ہوئے ظلم وستم اور خیانت کے شجرہ خبیثہ کی باقیماندہ جڑوں کو بھی اکھاڑ پھینکیں۔ اس لئے کہ ماہ محرم یزیدی طاقتوں اور شیطانی حیلوں کی شکست کا مہینہ ہے۔ (۹)

○○○○○

پہلی فصل

قیام عاشورا کے علل واسباب

صدر اسلام میں عدل وآزادی کے بانی ، پیغمبرؐ ختمی مرتبت کی رحلت کے بعد ، بنی امیہ کی کجروی کی بنا پر قریب تھا کہ اسلام ظلم وستم کا لقمہ بن جائے اور عدالت تخریب کاروں کے پاؤں تلے پائمال ہوجاتی کہ اتنے میں سید الشہداءؑ نے عاشورا کی عظیم تحریک کو جنم دیا۔ (۱۰)

ooooo

یزیدیوں کی ظالمانہ حکومت اسلام کے نورانی چہرے پر سرخ لکیر کھینچ کر چاہتی تھی کہ پیغمبراسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدراسلام کے مسلمانوں کی طاقت فرسا زحمتوں اور ایثاروقربانی دینے والے شہداء کے خون کو طاق نسیان کے سپرد کرنے اور بے اثر بنادے۔ (۱۱)

ooooo

وہ مکتب جو جاہلیت کے کاٹھ کباڑوں کی کجروی اور عربیت وقوم پرستی کے منظم پروگرام کے تحت " لاخبر جاء ولاوحی نزل (۲۰) کے نعرے کے ذریعہ قریب تھا کہ نیست ونابود ہوجائے اور اسلام کی عادلانہ حکومت کی جگہ ، شاہنشاہی حکومت

آجائے۔ اسلام اور وحی الہیٰ کو طاق نسیاں کے سپرد کردیا جائے کہ اچانک ایک عظیم انسان جو وحی الہیٰ کے زیرسایہ پروان چڑھا تھا، سید مرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سید اولیاء حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے خاندان کا تربیت یافتہ تھا اور صدیقہ طاہرہ کی آغوش میں پلا بڑھا تھا۔ اس نے قیام کیا اور اپنی بے مثال فداکاری اور الہی تحریک کے ذریعہ عظیم انقلاب برپا کردیا۔ (۱۲)

○○○○○

بنی امیہ اسلام کو نیست و نابود کردینا چاہتے تھے۔ (۱۳)

○○○○○

بنی امیہ کی ہنایت گھٹیا حکومت کی کوشش یہ تھی کہ اسلام کو طاغوتی حکومت میں تبدیل کرے اور بانی اسلام کے تابناک چہرے کو (معاذ اللہ) مسخ کرکے پہچنوائیں۔ معاویہ اور اس کے ظالم و ستمگر فرزند نے خلیفۂ رسول اللہ کے نام کی آڑ میں اسلام کے ساتھ وہ سلوک کیا جو چنگیز (۲۱) نے ایران کے ساتھ کیا تھا۔ انہوں نے مکتب وحی کی بنیاد کو شیطان حکومت میں تبدیل کردیا۔ (۱۴)

○○○○○

حضرت سید الشہداء نے دیکھا کہ معاویہ اور اس کا فرزند خدا ان پر لعنت کرے۔ مکتب اسلام کو نابود کر رہے ہیں اور اسلام کو مسخ کرکے پیش کر رہے ہیں۔ اسلام کی آمد کا مقصد انسان سازی ہے اس کی آمد کا مقصد ڈکٹیٹر شپ اور جبرو استبداد ہنیں ہے۔ یہ باپ بیٹا (۲۲) اور ان جیسا یہ باپ بیٹا اسلام کو مسخ کردینا چاہتے تھے۔ شراب بھی پیتے تھے اور امام جماعت بھی تھے۔ ان کی مجلسیں لہو ولعب کی مجلسیں ہوتی تھیں۔ جن میں ہر طرح کے خرافات تھے اور اس کے بعد جماعت بھی ہوتی تھی اور یہ جوئے بازی کے

ساتھ جماعت کی امامت بھی کرتے تھے۔ امام جمعہ بھی تھے اور مجلس بھی پڑھتے تھے۔ خلافت رسول اللہؐ کی آڑ میں انہوں نے رسول اللہؐ کے خلاف قیام کر رکھا تھا۔ ان کی فریاد لاالہ الا اللہ تھی لیکن الوہیت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ ان کی رفتار اور ان کے اعمال شیطانی تھے لیکن خلیفہ رسول اللہ ہونے کا نعرہ لگاتے تھے۔ (۱۵)

○○○○○

یزید بھی ایک قدرتمند تھا اور ایک سلطان تھا۔ میں عرض کروں کہ سلطنت کے جملہ لوازم یزید کے ہاں موجود تھے۔ معاویہ کے بعد وہی تھا۔ امام حسینؑ نے کس دلیل سے بادشاہ وقت کے خلاف آواز اٹھائی؟ وہ ظل اللہ (۲۳) کے مقابلہ پر کیونکر آگئے؟ "بادشاہ کی مخالفت نہیں کرنا چاہیئے" !!! پس وہ کس دلیل کے تحت بادشاہ وقت کے خلاف ہوگئے؟ وہ بادشاہ جو کلمہ شہادتین بھی پڑھتا تھا اور کہتا تھا کہ میں خلیفۂ پیغمبر ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ وہ چور دروازے سے آیا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ اس ملت کا خون چوسے اور اسے ہڑپ کرجائے۔ وہ چاہتا تھا کہ ملت کے تمام منافع کو وہ خود اور اسکے چیلے چانٹے کھا جائیں۔ (۱۶)

○○○○○

سلطنت اور ولی عہدی وہی نحس اور باطل حکومت ہے جس کے برسر اقتدار آنے کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنے کے لئے امام حسین علیہ السلام نے قیام کیا اور شہید ہوگئے۔ وہ یزید کی ولی عہدی اور سلطنت کو تسلیم نہیں کرنا چاہتے تھے لہذا انہوں نے قیام کیا اور تمام مسلمانوں کو اٹھ کھڑے ہونے کی دعوت دی ۔ یہ چیزیں اسلام میں نہیں ہیں اسلام میں سلطنت اور ولی عہدی نہیں ہے۔ (۱۷)

○○○○○

معاویہ اور یزید سے اسلام کو یہ خطرہ نہیں تھا کہ انہوں نے خلافت کو غصب کیا تھا۔ یہ خطرہ زیادہ بھیانک نہیں تھا۔ خطرہ یہ تھا کہ یہ اسلام کو ملوکیت اور سلطنت میں بدل دینا چاہتے تھے۔ اور معنویت کو طاغوت کی شکل دینا چاہتے تھے۔ خلیفۂ رسول اللہ ہونے کی آڑ میں وہ اسلام کو ایک شیطانی حکومت میں بدل دینا چاہتے تھے۔ یہ مسئلہ اہم تھا۔ اسلام کو جتنا نقصان ان دونے پہنچایا ان کے پہلے والوں نے نہیں پہنچایا۔ یہ اسلام کی بنیاد کو الٹ دینا چاہتے تھے۔ سلطنت تھی اور اس کے ساتھ ان کی مجالس میں شراب خوری اور قمار بازی بھی ہوتی تھی۔

خلیفۂ رسول اللہ اور شراب خوری اور جوئے بازی کی بزم !!؟ اور وہی خلیفہ نماز میں بھی جاتا ہے اور جماعت بھی پڑھاتا ہے۔ اسلام کیلئے یہ بھیانک خطرہ تھا۔ اور اس خطرے کو سید الشہداءؑ نے دور کیا۔ مسئلہ صرف غصب خلافت کا نہ تھا۔ سید الشہداءؑ کا قیام، طاغوتی حکومت کے خلاف تھا۔ وہ طاغوتی حکومت جو اسلام کو اس رنگ میں رنگنا چاہتی تھی کہ اگر وہ اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب ہوجاتی تو اسلام کچھ کا کچھ ہوجاتا۔ اسلام پچیس سو سالہ (۲۴) شہنشاہی کے مانند ہوجاتا۔ اسلام اس لئے آیا تھا کہ ملوکیت کے طرز کی حکومت کا صفایا کرے اور دنیا میں خدائی حکومت قائم کرے۔ وہ چاہتا تھا طاغوت کا قلع قمع کرکے اللہ کی حاکمیت کا اعلان کرے۔ جب کہ یہ لوگ چاہتے تھے کہ اللہ کی جگہ طاغوت کی حاکمیت کا اعلان کریں اور دور جاہلیت کی یاد تازہ کریں۔ امام حسینؑ کا قتل ہوجانا، شکست نہیں تھی۔ اس لئے کہ انہوں نے خدا کی راہ میں قیام کیا اور خدا کی راہ میں قیام کرنے سے شکست نہیں ہوتی۔ (۱۸)

○○○○○
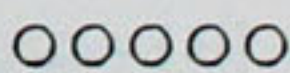
بنی امیہ اسلام کو بنیاد سے اکھاڑ پھینک کر عربی مملکت کی بنیاد رکھنا چاہتے تھے۔

سید الشہداءؑ کا یہ کارنامہ باعث بنا کہ عرب وعجم کے تمام مسلمان سمجھ گئے کہ مسئلہ عربیت و فارسیت کا نہیں بلکہ مسئلہ خدا اور اسلام کا ہے۔ (۱۹)

○○○○○

سید الشہداءؑ نے جب دیکھا کہ یہ لوگ مکتب اسلام کو آلودہ کر رہے ہیں اور خلافت اسلام کے نام سے گناہ اور ظلم و بربریت کے مرتکب ہو رہے ہیں اور یہ چیز پوری دنیا میں پھیل رہی ہے۔ کہ خلیفۂ رسول اللہ ان سیاہ کاریوں کا مرتکب ہو رہا ہے تو سید الشہداءؑ نے اپنی ذمہ داری محسوس کی کہ راہ خدا میں شہید ہو جائیں اور معاویہ اور اس کے بیٹے کے آثار کو محو کر دیں۔ (۲۰)

○○○○○

حضرت سید الشہداءؑ مٹھی بھر جماعت کے ساتھ کوچ کیا اور یزید کے مقابلہ پر اٹھ کھڑے ہوئے جو ایک طاقتور اور مقتدر حکومت تھی اور بظاہر خود کو مسلمان بھی کہتی تھی اور انکے رشتہ داروں میں بھی تھی (۲۵) باوجود یہ کہ وہ اسلام کا اظہار کرتی تھی اور بزعم خود اس کی حکومت اسلامی تھی اور اپنے خیال میں وہ خلیفۂ رسول اللہ تھا۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ وہ ظالم شخص تھا اور ملک پر اس نے ناجائز طریقہ سے قبضہ کیا تھا۔ امام حسین علیہ السلام نے اس مختصر سی جماعت کے ساتھ قیام اس لئے کیا کہ انہوں نے خود فرمایا ہے کہ میری ذمہ داری یہ ہے کہ میں ناپسندیدگی کا اظہار کروں اور برائیوں سے روکوں۔ (۲۱)

○○○○○

سید الشہداءؑ جب دیکھتے ہیں کہ ایک ظالم وجابر حاکم عوام پر حکومت کر رہا ہے تو وہ کھل کر اعلان کرتے ہیں کہ اگر کوئی دیکھے کہ ظالم حاکم لوگوں پر مسلط ہے اور ان پر

ظلم کر رہا ہے تو اس کے مقابلہ میں اٹھ کھڑا ہو اور بقدر توانائی اس کی راہ میں رکاوٹ ایجاد کرے چاہے اس کے لشکر کے مقابلہ میں اس کے ساتھیوں کی تعداد کم ہی کیوں نہ ہو ۔ (۲۲)

○○○○○
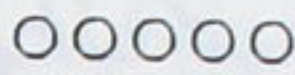
امام حسین علیہ السلام نے اس موقع پر یہ ارشاد فرمایا جب انہوں نے زمانہ کے اس ظالم و جابر بادشاہ یزید کے مقابلہ میں مٹھی بھر ساتھیوں کو لے کر قیام کیا اور اس دور کی سپر طاقت کے مقابلہ پر آمادہ ہوگئے تا کہ ہمارے لئے کوئی عذر و بہانہ نہ رہ جائے کہ ہماری تعداد کم ہے۔ یا ہمارے پاس طاقت کی کمی ہے۔ انہوں نے اس دور کے ظالم بادشاہ کے مقابلہ میں قیام کے موقع پر یہ ارشاد فرمایا ہے۔ انہوں نے عوام سے خطاب کیا خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور اپنے قیام (۲۶) کی وجہ بتائی کہ اس شخص کے مقابلہ پر کیوں اٹھ کھڑا ہوا ہوں۔ اس لئے کہ اس نے خدا کا عہد توڑ دیا ہے۔ سنت پیغمبرؐ کی مخالفت کی ہے اور اللہ کی حرمتوں کو پائمال کر رہا ہے اور پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ جو خاموش رہے اور اس کا قلع قمع نہ کرے تو دوزخ میں اسکی جگہ بھی وہی ہوگی جو یزید کی جگہ ہے جو شخص خاموش رہے وہ یزید کے ہمراہ ہوگا۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ یزید نے کیا جرم کیا تھا جس کی بناء پر امام حسینؑ نے اس کے مقابلہ پر قیام کیا اور یہ ارشاد فرمایا اور دستور دیا ۔ حضرت سید الشہداءؑ کا یہ فرمان سب کے لئے ہے اور ایک عمومی ارشاد ہے۔ " من رایٰ " یعنی جو شخص بھی دیکھے کہ بادشاہ ظالم ہے اور ان جرائم کا مرتکب ہو رہا ہے اور خاموش بیٹھا رہے نہ اس کے خلاف بات کرے اور نہ قدم اٹھائے تو اس شخص کی جگہ وہی ہے جو اس ظالم حاکم کی جگہ ہے۔ یزید ایسا شخص تھا جو ظاہر میں اسلام کے خول میں تھا۔ خود کو پیغمبرؐ کا خلیفہ

کہتا تھا اور نماز بھی پڑھتا تھا جو کام ہم کرتے ہیں وہی وہ بھی کرتا تھا۔ لیکن کیا کرتا تھا؟ گناہ بھی کرتا تھا سنت رسول اللہؐ کا مخالف تھا۔ لوگوں کے ساتھ سلوک ورفتار میں جو پیغمبرؐ کی سنت تھی وہ اس کے برخلاف کرتا تھا۔ جانوں کی حفاظت ہونا چاہئیے۔ جب کہ وہ قتل کا خوگر تھا۔ مسلمانوں کا مال برباد نہیں ہونا چاہئیے۔ جب کہ وہ لٹیرا تھا اس کا وہی طریقہ تھا جو اس کے باپ معاویہ کا تھا۔ جس کی وجہ سے حضرت علیؑ نے اس کے خلاف قیام کیا۔ لیکن حضرت امیرالمومنینؑ کے ساتھ لشکر تھا جب کہ امام حسینؑ کے ساتھیوں کی تعداد اس سپرطاقت کے مقابلہ میں بہت کم تھی۔ (۲۳)

ооооо
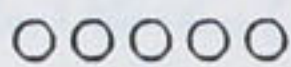
جب بھی اسلام کی حیثیت خدشہ دار ہونے لگی تو بزرگان اسلام نے اس کے لئے جان کی بازی لگا دی۔ معاویہ اور اس کے ناہنجار بیٹے یزید کے زمانہ میں حالت یہی تھی کہ وہ اسلام کی صورت کو مسخ کر رہے تھے۔ اور خلیفۂ مسلمین اور خلیفۂ رسول اللہ کے عنوان سے ان جرائم کے مرتکب ہو رہے تھے۔ ان کی مجلسوں کی کیا حالت تھی۔ یہاں پر بزرگوں کی شرعی ذمہ داری کا تقاضا تھا کہ اس کی مخالفت کریں اور اس سے ٹکرا جائیں اور اسلام کے چہرے کو مسخ ہونے سے بچالیں۔ تاکہ غافل اشخاص یہ نہ سوچ لیں کہ اسلام کی خلافت وہی ہے جو معاویہ اور یزید کے پاس ہے۔ یہی چیز ہے جو اسلام کو خطرے سے دوچار کرتی ہے اور اس کے لئے جہاد کرنا چاہئیے چاہے انسان قتل ہی کیوں نہ ہوجائے۔ (۲۴)

ооооо
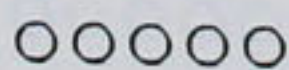
قیام عاشورا کے مقاصد

تمام انبیاءؑ معاشرے کی اصلاح کے لئے آئے ہیں، اور سب کے ہاں یہ مسئلہ تھا کہ فرد کو معاشرے پر قربان ہو جانا چاہئیے۔ شخص چاہے جتنا بڑا ہو۔ دنیا میں جس شخص کی قدر و اہمیت سب سے زیادہ ہو۔ جب معاشرے کی مصالح کا مسئلہ ہو تو اس کو معاشرے پر فدا ہو جانا چاہئیے۔ سید الشہداءؑ نے اسی معیار کے مطابق خود کو اور اپنے اصحاب کو فدا کیا کہ فرد کو معاشرے پر فدا ہونا چاہئیے اور معاشرے کی اصلاح ہونا چاہئیے۔ " لیقوم الناس بالقسط " (۲۷) لوگوں کے درمیان عدل و انصاف کو رائج ہونا چاہئیے۔ (۲۵)

ooooo
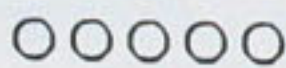
انہوں نے اس لئے شہادت دی کہ عدل قائم ہو خانہ خدا کا وقار قائم ہو اور وہ محفوظ رہے۔ (۲۶)

ooooo
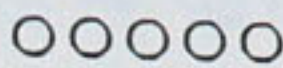
سید الشہداء امام زمانہ سلام اللہ علیہ اور آدم سے لے کر آج تک تمام انبیاءؑ کی زندگی کا مقصد یہ تھا کہ ظلم و جور کے مقابلہ میں عدل و انصاف کی حکومت قائم کریں۔

○○○○○

امام حسین علیہ السلام نے روز اول ہی اپنے قیام کا مقصد بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ معروف پر عمل نہیں ہو رہا ہے جب کہ " منکر " پر عمل ہو رہا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ معروف کا چرچا ہو اور " منکر " کا خاتمہ ہو۔ ہر انحراف کا تعلق منکرات سے ہے۔ توحید کے صراط مستقیم کے علاوہ ہر چیز منکرات میں سے ہے۔ ان چیزوں کو ختم ہونا چاہئیے۔ ہم جو حضرت سید الشہداءؑ کے تابع ہیں ہمیں یہ دیکھنا چاہئیے کہ ان کی زندگی کی روش کیا تھی۔ ان کے قیام کا مقصد برائی سے روکنا تھا کہ ہر برائی کو نابود ہونا چاہئیے۔ جس میں سے ایک برائی حکومت ظلم و جور ہے جس کو ختم ہونا چاہئیے۔ (۲۸)

○○○○○

سید الشہداءؑ نے اپنی ساری زندگی منکرات، حکومت ظلم و جور، اور ان حکومتوں نے دنیا میں جو خرابیاں ایجاد کی تھیں ان کی راہ مسدود کرنے میں صرف کر دی، حضرتؑ کی ساری زندگی اس میں گزری کہ حکومت جور کا باب بند ہو۔ منکرات کا خاتمہ ہو اور نیکیوں کا دور دورہ ہو۔ (۲۹)

○○○○○

سید الشہداءؑ نے اپنی جان و مال، اولاد اور حیثیت کو قربان کر دیا۔ جب کہ انہیں معلوم تھا کہ ایسا ہونے والا ہے۔ مدینہ سے کوچ، مکہ میں داخلے اور مکہ سے کوچ کے وقت حضرتؑ کے بیانات سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت متوجہ تھے کہ کیا کر رہے ہیں۔ حضرت صرف جائزہ لینے ہی نہیں آئے تھے بلکہ حضرت کا مقصد حکومت بھی تھا۔ اور یہ

چیز حضرت کیلئے باعث فخر ہے۔ کچھ حضرات یہ سوچتے ہیں کہ حضرت کا مقصد حکومت نہیں تھا۔ ایسا نہیں ہے بلکہ حضرت کا مقصد حکومت تھا۔ اس لئے کہ حکومت سید الشہداءؑ جیسے افراد کا حق ہے اور ایسے افراد کا حق ہے جو آپؑ کے شیعہ ہوں۔ (۳۰)

○○○○○

سید الشہداءؑ نے دیکھا کہ مکتب نابود ہو رہا ہے۔ سید الشہداءؑ کا قیام اور حضرت علیؑ کا معاویہ کے مقابلہ میں قیام اور انبیاءؑ کا اپنے دور کے طاقتوروں اور کافروں کے مقابلہ میں قیام اس لئے نہیں تھا کہ وہ ایک ملک کو فتح کرلیں۔ ساری دنیا بھی ان کی نظروں میں ہیچ ہے۔ ان کا مکتب اور مقصد یہ نہیں ہے کہ وہ ملکوں کو فتح کریں۔ (۳۱)

○○○○○

سید الشہداءؑ کو جو چیز وہاں لے گئی وہ ان کا مکتب تھا اور ان کا عقیدہ تھا اور انہوں نے عقیدہ اور ایمان کی خاطر ہر چیز کو قربان کردیا۔ اور اپنے حریف کو شکست فاش سے دوچار کردیا۔ (۳۲)

○○○○○

حضرت امام حسین علیہ السلام نے یزید کے خلاف قیام کیا اور انہیں معلوم بھی تھا کہ یزید کو حکومت سے برطرف کرنے میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ روایات میں بھی ملتا ہے کہ حضرت اس چیز سے آگاہ تھے۔ (۲۹) اس کے باوجود صرف ایک ظالم حکومت کے خلاف نبرد آزما ہونے کی خاطر، چاہے قتل ہی کیوں نہ ہوجائیں۔ انہوں نے قیام کیا قربانیاں دیں ان کو بھی قتل کیا اور خود بھی شہید ہوگئے ۔ (۳۳)

○○○○○

امام حسین علیہ السلام کو اسلام اور مسلمانوں کے مستقبل کی فکر تھی ۔ ان کے

جہاد مقدس اور فداکاری کے نتیجہ میں اسلام کے پھیلاؤ اور ہمارے معاشرے میں سیاسی اور اجتماعی نظام کے برقرار ہونے کی خاطر انہوں نے جہاد اور فداکاری کا مظاہرہ کیا۔ (۳۴)

○○○○○

حضرت سید الشہداءؑ اپنی شرعی ذمہ داری سمجھتے تھے کہ اس حکومت کا مقابلہ کریں اور شہید ہوجائیں تاکہ یہ نظام درہم برہم ہو اور خود کی اور ان کے اصحاب کی فداکاری کے نتیجہ میں یہ حکومت رسوا ہو انہوں نے دیکھا کہ ایک ظالم وجابر حکومت ہے جوان کی مملکت کے امور پر مسلط ہوگئی ہے۔ انہوں نے اپنے الہی فریضے کو پہچانا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ انہیں اٹھ کھڑا ہونا چاہئیے۔ انہیں قیام کرنا چاہئیے۔ انہیں مخالفت کرنا چاہئیے اس مخالفت کا اظہار کرنا چاہئیے اور لوگوں کو بھی اس کی دعوت دینی چاہئیے اگرچہ اس کا نتیجہ جو بھی نکلے۔ جب کہ بحسب ظاہر معلوم تھا کہ یہ مٹھی بھر افراد اس بھاری اکثریت کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ لیکن بہرحال ذمہ داری نبھانا تھی۔ (۳۵)

○○○○○

لیکن سید الشہداءؑ کی ذمہ داری تھی کہ وہ قیام کریں اور اپنا خون دے کر اس امت کی اصلاح کریں تاکہ یزید کا پرچم سرنگوں ہو۔ چنانچہ حضرت نے یہی کیا بھی ! اپنا خون دیا، اپنی اولاد کو قربان کیا اور اپنی ہر چیز کو اسلام پر نثار کردیا۔ (۳۶)

○○○○○

امام حسین علیہ السلام کے پاس اتنی طاقت نہیں تھی پھر بھی آپ نے قیام کیا۔ نعوذ باللہ اگر وہ بھی سست ہوتے تو خاموشی سے بیٹھ جاتے اور کہہ سکتے تھے کہ اس وقت قیام کرنا میری شرعی ذمہ داری نہیں ہے۔ اموی دربار بھی بہت خوش ہوتا کہ اگر

سید الشہداءؑ بیٹھ جاتے اور ان کے خلاف کچھ نہ بولتے اور وہ اپنی مرادیں سمیٹتے رہتے۔ لیکن انہوں نے مسلم بن عقیل (۳۰) کو روانہ کیا تاکہ لوگوں سے اسلامی حکومت کی تشکیل کے لئے بیعت لیں اور اس فاسد حکومت کا خاتمہ کریں اگر وہ بھی مدینہ میں بیٹھ جاتے اور جب اس ذلیل شخص نے بیعت کا مطالبہ کیا تھا تو اس سے نعوذ باللہ یہ کہتے کہ بہت اچھا! تو وہ خوشحال ہوتے اور حضرت کا ہاتھ بھی چومتے۔ (۳۷)

○○○○○

سید الشہداءؑ نے اپنے آپ کو اسلام کی قربانگاہ پر بھینٹ چڑھایا۔ (۳۸)

○○○○○

سید الشہداءؑ نے اپنے ساتھیوں جوانوں اور مال ومنال کو، مال ومنال تو حضرتؑ کے پاس نہیں تھا، بلکہ جو کچھ تھا، جوان تھے، اصحاب تھے سب کو راہ خدا میں دے دیا اور اسلام کی تقویت اور ظلم کی مخالفت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اس زمانہ کی امپراطوری کی مخالفت کی جو اس دور کی امپراطوری سے بڑی تھی۔ (۳۹)

○○○○○

سید الشہداءؑ سلام اللہ علیہ صرف ثواب حاصل کرنے کے لئے شہید نہیں ہوئے۔ ثواب ان کے مدنظر نہیں تھا۔ بلکہ ان کی حرکت کا مقصد اس مکتب کی نجات اور اسلام کی زندگی اور ترقی تھی۔ (۴۰)

○○○○○

پیغمبرؐ اسلام کو بعض جنگوں میں شکست ہوئی۔ حضرت علی علیہ السلام کو معاویہ کے مقابلہ میں بظاہر کامیاب نہ ہوسکے۔

حضرت سید الشہداءؑ کو قتل کردیا گیا لیکن ان کا قتل ہونا خدا کی اطاعت میں

اور خدا کی خاطر تھا۔ ان کا ہر کام خدا کے لئے تھا لہذا شکست کا کوئی سوال ہی نہیں تھا بلکہ انہوں نے خدا کی اطاعت کی تھی ۔ (۴۱)

○○○○○

شہدائے کربلا کا آگاہانہ انتخاب

روز عاشورا جیسے جیسے حضرت سید الشہداءؑ کی شہادت کا وقت قریب آتا جاتا تھا ان کے نکھار میں اضافہ ہوتا تھا۔ ان کے جوان شہید ہونے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔ سب جانتے تھے کہ چند گھنٹوں بعد شہید ہوجائیں گے۔ پھر بھی ایک دوسرے پر سبقت لے جاتے تھے۔ اس لئے کہ انہیں معلوم تھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔ انہیں معلوم تھا کہ وہ کیوں آئے ہیں۔ وہ آگاہ تھے کہ ہم شرعی ذمہ داری نبھانے اور اسلام کی حفاظت کرنے آئے ہیں۔ (۴۲)

○○○○○
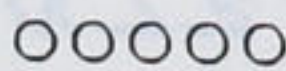
بعض روایتوں میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ جیسے جیسے ظہر عاشور کا وقت قریب آتا تھا حسینؑ بن علی علیہ السلام کے چہرے کا نکھار بڑھتا جاتا تھا۔ (۳۱)

اس لئے کہ وہ دیکھ رہے تھے کہ جہاد، راہ خدا میں ہے اور خدا کے لئے ہے۔ اور چونکہ جہاد خدا کے لئے ہے لہذا جو اعزاء قربان ہوتے ہیں انہیں کھویا نہیں ہے بلکہ وہ عالم بقاء کے لئے ذخیرہ ہیں۔ (۴۳)

○○○○○
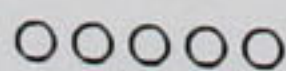
حضرت سید الشہداءؑ کی خبر شہادت میں وارد ہوا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا (۳۲) حضرت نے اس مظلوم سے فرمایا۔ تمہارے لئے جنت میں ایک درجہ ہے جس کو شہادت کے بغیر نہیں حاصل کر سکتے۔ (۴۴)

○○○○○

ایک موقع پر جب امام حسین علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ قتل ہو جانا ہمارا مقدر ہے جیسا کہ اہل منبر نقل کرتے ہیں۔ تو حضرت علی اکبر علیہ السلام نے عرض کیا " اولسنا علی الحق " (۳۳) کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ فرمایا "کیوں نہیں" عرض کی " اگر ہم حق پر ہیں تو پھر موت سے کیوں ڈریں" (۴۵)

○○○○○

روز عاشور ظہر کے وقت جب جنگ اپنے عروج پر تھی کہ جس میں سب کو جان کا خطرہ تھا جب ساتھیوں میں سے ایک نے عرض کی، " نماز ظہر (۳۴) کا وقت ہوگیا ہے " تو سید الشہداءؑ نے فرمایا " تم نے نماز کی یاد دلائی ہے خدا تمہیں نماز گزاروں میں شمار کرے۔ " چنانچہ حضرت نے وہیں کھڑے ہو کر نماز ادا کی اور نہیں فرمایا کہ ہم جنگ کریں گے۔ اس لئے کہ ان کی جنگ نماز کے لئے تھی۔ (۴۶)

○○○○○

رضائے خدا کو مدنظر رکھیئے اور خود کو خدا کا بندہ سمجھیئے وہ جو بھی کرے اس پر راضی رہیئے۔ خدا کے خالص بندے اور اولیائے کرام ایسے ہی تھے۔ روایات میں ہے کہ جیسے جیسے ظہر عاشور کا وقت نزدیک آرہا تھا اور حضرت کے جوان ایک ایک کرکے جا رہے تھے حضرت کا چہرہ چمکتا جارہا تھا اس لئے کہ حضرت دیکھ رہے تھے کہ وہ اپنے مقصد کی راہ پر گامزن ہیں۔ (۴۷)

○○○○○

سپاہ، فوج اور دوسری مسلح طاقتوں کے جنگجو نوجوان اس شہید جاوید کے پیرو ہیں جس کے بارے میں تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی اس کا کوئی جوان یا ساتھی درجہ شہادت پر فائز ہوتا تھا اس کا رخ انور دمک اٹھتا تھا اور بہادری کے آثار اس کے چہرے پر زیادہ نمایاں ہوتے جاتے تھے۔ (۴۸)

○○○○○

تحریک امام حسینؑ کے آثار و نتائج

اگر عاشورا اور خاندان پیغمبرؐ کی فداکاری نہ ہوتی تو نبی اکرمؐ کی رسالت اور ان کی جان فرسا زحمتوں کو اس زمانہ کے طاغوت نابود کر دیتے۔ اور اگر عاشورا نہ ہوتا تو ابوسفیانیوں (۳۵) کی منطق جاہلیت رائج ہوجاتی جو یہ چاہتے تھے کہ کتاب خدا اور وحی الہی پر خط بطلان کھینچ دیں۔ اور بت پرستی کے تاریک دور کی یادگار یزید کے ہوتے ہوئے جو اپنے زعم ناقص میں فرزندان وحی کو قتل کرکے اسلام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہتا تھا اور اپنے اس اعلان کے ساتھ کہ "لا خبر جاء ولا وحی نزل" اسلام کی بنیادوں کو کھوکھلی کرنا چاہتا تھا ہم نہیں سمجھ پاتے کہ قرآن کریم اور اسلام کا کیا حشر ہوتا۔ لیکن خداوند متعال کا ارادہ یہ تھا اور ہے کہ نجات بخش اسلام اور ہدایت افروز قرآن کو زندہ جاوید رکھے اور فرزندان وحی جیسے شہداء کے خون سے اس کی حمایت وبقاء کا انتظام کرے اور آسیب دہر سے محفوظ رکھے۔ اور عصارہ نبوت اور یادگار ولایت حسینؑ بن علی علیہ السلام کو ابھارے کہ وہ اپنی اور اپنے عزیزوں کی جان کو اپنے عقیدے اور پیغمبرؐ کی امت پر قربان کریں تاکہ ہر دور میں ان کا خون پاک جوش میں آئے اور دین خدا کی آبیاری کرے اور وحی اور اس کے نتائج کی محافظت کا فریضہ انجام دے۔ (۴۹)

○○○○○

روز عاشورا سید مظلومین اور قرآن مجید کے حامیوں کی شہادت اسلام کی دائمی زندگی اور قرآن کریم کی حیات ابدی کا نقطہ آغاز تھا۔ اس مظلومانہ شہادت اور آل اللہ کی اسیری نے ان یزیدیوں کے تخت وتاج کو، جو اسلام کے نام پر اپنے خیال خام میں وحی کی بنیادوں کو مٹا دینا چاہتے تھے ہمیشہ کے لئے تہس نہس کرکے رکھ دیا اور سفیانیوں کے قصہ کو تاریخ کے صفحات سے پاک کردیا۔ (۵۰)

○○○○○

روز عاشورا یزیدیوں نے ظالموں کے ہاتھوں اپنی قبر کھدوائی اور ہمیشہ کے لئے اپنی اور ظالم حکومت کی ہلاکت وبربادی کا سامان کردیا۔ اور ۱۵ خرداد ۴۲ ھ شمسی کی دن پہلویوں (۵۷) اور ان کے ظالم و ستمگر حامیوں اور ہوا خواہوں نے حکومت ستم شاہی کے ہاتھوں اپنی قبر کھودی اور اپنے لئے دائمی ذلت ورسوائی اور نابودی کا سامان کیا اور خدا کا شکر ہے کہ ایران کی عظیم الشان ملت، قدرت وکامیابی حاصل کرنے کے بعد ان کی آگ سے پر قبر کے اوپر لعنت بھیجتی ہے۔ (۵۱)

○○○○○

اگر امام حسین علیہ السلام کی یہ تحریک نہ ہوتی تو یزید اور اس کے چیلے چانٹے اسلام کی صورت بگاڑ دیتے یہ شروع سے ہی اسلام کے معتقد نہیں تھے اور اولیائے اسلام سے کینہ اور حسد رکھتے تھے۔ سید الشہداءؑ نے اپنی فداکاری کے ذریعہ نہ صرف انہیں شکست دی بلکہ کچھ ہی عرصہ گزرنے کے بعد لوگ سمجھ گئے کہ کیا مصیبت نازل ہوگئی ہے اور یہی مصیبت بنی امیہ کی بساط الٹنے کا باعث بنی۔ (۵۲)

○○○○○

ایک ایسی عظیم شخصیت جس نے وحی الٰہی سے غذا حاصل کی اور سردار مرسلین محمد مصطفیٰؐ اور سید اولیاء علی مرتضیٰؑ کے خاندان میں تربیت پائی اور دامن صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا میں بزرگ ہوئی - اس نے قیام کیا اور اپنی بے مثال فداکاری اور الٰہی تحریک کے ذریعہ ایسے عظیم واقعہ کو جنم دیا جس نے ستمگروں کے کاخ مسمار کرکے مکتب اسلام کو ساحل نجات سے ہمکنار کیا۔ (۵۳)

○○○○○

سید الشہداءؑ نے عاشورا کی عظیم تحریک شروع کی اور اپنی فداکاری اور اپنے اور اپنے عزیزوں کے خون کے ذریعہ اسلام وعدل کو نجات دلائی اور بنی امیہ کی حکومت کو مذموم بنا کر اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ (۵۴)

○○○○○

اگر اسلام کے عظیم المرتبت پاسدار کی فداکاری اور اس کے پاسداروں اور جاں نثار دوستوں کی شہادت جوانمردانہ نہ ہوتی تو بنی امیہ کی ظالم حکومت کے گھٹن کے ماحول میں اسلام کا نقشہ بگڑ جاتا اور نبی اکرمؐ اور ان کے باوفا اصحاب کی محنتوں پر پانی پھر جاتا۔ (۵۵)

○○○○○

آئمہ اطہارؑ کو یا مسموم کیا گیا یا شہید کیا گیا لیکن ان کا مکتب محفوظ رہا۔ سید الشہداءؑ کو قتل کردیا گیا مگر ان کا مکتب محفوظ تھا بلکہ انہوں نے مکتب کو نئی زندگی دی اور اپنے قتل کے ذریعے مکتب کو زندہ کر دیا۔ (۵۶)

○○○○○

اگرچہ اکثر اولیائے حق بظاہر مغلوب ہوئے مگر ان کا مکتب باقی رہا۔ سید الشہداء

سلام اللہ علیہ کو ان کے اصحاب اور اعزاء سمیت قتل کر دیا گیا لیکن انہوں نے اپنے مکتب کو آگے بڑھایا۔ مکتب کو شکست نہیں ہوئی بلکہ ترقی ہوئی ۔ یعنی بنی امیہ کو ہمیشہ کے لئے شکست دے دی ۔ قتل حسینؑ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسلام جس کے چہرے کو بنی امیہ بدنما کرنا چاہتے تھے اور خلافت کی آڑ میں انسانی روش کی دھجیاں اڑانا چاہتے تھے ۔ اس کو سید الشہداءؑ نے اپنا خون دے کر بچا لیا اور خود قتل ہوگئے مگر اس فاسد حکومت کو شکست دے دی ۔ (۵۷)

○○○○○

اولیائے خدا کو کبھی کبھی ظاہری طور پر شکست ہوجاتی تھی ۔ حضرت علی علیہ السلام کو معاویہ کے خلاف جنگ (۳۷) میں بظاہر شکست ہوئی اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ امام حسین علیہ السلام کو بھی یزید کے خلاف جنگ میں بحسب ظاہر شکست ہوئی اور وہ قتل ہوگئے ۔ لیکن حقیقت میں وہ کامیاب ہوئے۔ شکست ظاہری اور کامیابی حقیقی تھی ۔ (۵۸)

○○○○○

اسلام کو اس وقت تک سید الشہداءؑ نے زندہ رکھا ہے۔ (۵۹)

○○○○○

اسلام اتنا عزیز ہے کہ فرزندان پیغمبرؐ نے اس پر اپنی جانیں قربان کر دیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان جوانوں اور ساتھیوں کے ہمراہ اسلام کے لئے جنگ کی، جانیں دیں اور اسلام کو زندہ کر دیا۔ (۶۰)

○○○○○

حضرت سید الشہداءؑ کی حکومت وقت کے خلاف جنگ اور شہادت نے جو طاغوتی

حکومت تھی اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا بلکہ اسلام کو ترقی دی - اگر ان کی شہادت نہ ہوتی تو معاویہ اور اس کا بیٹا، رسول اللہؐ کے نام سے مسجد میں جانے، جمعہ قائم کرنے اور اس کی امامت کرنے، جماعت قائم کرنے اور امام جماعت ہونے کے نام سے اسلام کی صورت بگاڑ کر دنیا کے سامنے پیش کرتے۔ نام خلافت رسول اللہؐ کا ہوتا۔ حکومت، حکومت اسلام ہوتی لیکن اندر سے کھوکھلی ہوتی - نہ حکومت اسلامی تھی اور نہ حاکم اسلامی تھا۔ سید الشہداءؑ نے ان کے اس منصوبہ کو کہ اسلام کو زمانہ جاہلیت کی طرف لوٹا دیں اور اسے گزشتہ قوانین کے مانند ایک قانون قرار دیں۔ باطل کردیا۔ (۶۱)

○○○○○

سید الشہداءؑ خود شہید ہوگئے مگر ان کی شہادت نے مکتب اسلام کو زندہ اور معاویہ اور اس کے بیٹے کی شیطانی حکومت کو دفن کردیا۔ سید الشہداءؑ کی شہادت ایسی چیز نہیں تھی جس سے اسلام کو کوئی نقصان ہوتا بلکہ اس سے اسلام کو فائدہ ہوا اس نے اسلام کو زندہ کردیا۔ (۶۲)

○○○○○

اگر سید الشہداءؑ نہ ہوتے تو وہ اس شیطانی حکومت کو مضبوط کرکے جاہلیت کے ڈھرے پر لے جاتے اور اس وقت اگر ہم اور آپ مسلمان ہوتے تو طاغوتی مسلمان ہوتے امام حسینؑ والے مسلمان نہ ہوتے۔ امام حسینؑ نے اسلام کو نجات دلا دی - (۶۳)

○○○○○

حضرت سید الشہداءؑ کو بھی بظاہر شکست ہوئی لیکن آخر کار کامیابی انہی کے حصہ میں آئی - ان کے قتل ہوجانے سے ان کے مکتب و مقصد کو شکست نہیں ہوئی بلکہ

انہوں نے اپنے دشمن کو پیچھے دھکیل دیا۔ اورمعاویہ کی بساط الٹ دی جو اسلام کو امپراطوری میں ڈھال کر دور جاہلیت کوزندہ کرنا چاہتا تھا۔ اسے شکست دے دی یزید اور اس کے چیلے چانٹے ہمیشہ کے لئے دفن ہوگئے ان پر ہمیشہ کے لئے لوگوں کی لعنت ہے اور خدا کی لعنت ہے۔ جب کہ امام حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کا نام زندہ وجاوید ہوگیا۔ (۶۴)

○○○○○

سید الشہداءؑ نے اپنے کارنامہ کے ذریعہ مذہب اور اسلام کا بیمہ کردیا۔ (۶۵)

○○○○○

پیغمبرؐ اسلام نے جو یہ فرمایا ہے۔ "انا من الحسین" (۳۸) تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حسینؑ میری چیز ہے۔ اور میں اسی کی وجہ سے زندہ رہوں گا۔ یہ تمام برکتیں انہی کی شہادت کا نتیجہ ہیں دشمن ان کے آثار کو محو کردینا چاہتے تھے اور بنی ہاشم (۳۹) کا نام ونشان مٹا دینا چاہتے تھے۔ "لعبت هاشم بالکذا" وہ چاہتے تھے کہ اسلام کو نابود کرکے عربی مملکت کی بنیادرکھیں۔ (۶۶)

○○○○○

حضرت سید الشہداءؑ کا مکہ پہنچنا اور مکہ سے ایسے وقت (۴۰) خارج ہونا جب دنیا بھر سے لوگ مکہ میں داخل ہورہے تھے۔ ایک سیاسی عمل تھا ان کے تمام اعمال سیاسی اور اسلامی تھے جن کی بناء پر بنی امیہ کا صفایا ہوگیا۔ اگر ان کا یہ عمل نہ ہوتا تو اسلام پامال ہوکر رہ جاتا۔ (۶۷)

○○○○○

امام حسین علیہ السلام نے خود کو، اپنے فرزندوں اور اعزاء واقربا کو قربان کردیا

اور ان کی شہادت کے بعد اسلام زیادہ قوی ہوگیا۔ (٦٨)

○○○○○

سید الشہداءؑ کو شکست نہیں ہوئی بلکہ وہ شہید ہوئے لیکن بنی امیہ کو ایسا توڑ پھوڑ کر رکھ دیا کہ وہ دوبارہ کچھ کرنے کے قابل نہ رہے۔ اس خون کی دھار نے ان تلواروں کی دھار کو اتنا ناکارہ بنا دیا کہ آج تک آپ دیکھ رہے ہیں کہ کامیابی حسینؑ کے ساتھ ہے اور شکست یزید اور اس کے چیلے چانٹوں کے ساتھ! (٦٩)

○○○○○

امام حسین علیہ السلام حق پر تھے اور انہوں نے مختصر سی جماعت کے ہمراہ مقابلہ کیا اور اگرچہ وہ اور ان کے فرزند شہید ہوگئے لیکن اسلام کو زندہ اور یزید و بنی امیہ کو رسوا کردیا۔ (٧٠)

○○○○○

سید الشہداءؑ نے اپنے چند ساتھیوں، عزیزوں اور مخدرات کے ساتھ قیام کیا۔ چونکہ یہ قیام اللہ کے لئے تھا لہذا اس خبیث حکومت کی بنیادوں کو اکھاڑ پھینکا۔ وہ قتل ہوگئے لیکن حکومت کی بنیادیں کھوکھلی کردیں۔ اس حکومت کی بنیادیں جو اسلام کو طاغوتی حکومت میں تبدیل کردینا چاہتی تھی۔ (٧١)

○○○○○

جو خدا کے لئے میدان عمل میں قدم رکھتا ہے اسے شکست نہیں ہوتی۔ ہم چاہے قتل ہوجائیں لیکن ہمیں شکست نہیں ہوسکتی۔ حضرت سید الشہداءؑ بھی قتل ہوگئے مگر انہوں نے شکست نہیں کھائی۔ آج بھی ان کا پرچم سربلند ہے اور یزید کا نام ونشان بھی نہیں۔ (٧٢)

○○○○○

اگر حضرت سید الشہداءؑ کا کارنامہ نہ ہوتا تو آج ہم بھی کامیاب نہیں ہو سکتے تھے۔

(۷۳)

○○○○○

قیام عاشورا

حریت پسندوں کا اسوہ عمل

"ہر روز عاشورا ہے اور ہر زمین کربلا ہے"

حضرت سید الشہداءؑ نے سب کو سکھا دیا کہ ظلم و ستم اور ظالم حکومت کے مقابلہ میں کیا کرنا چاہئیے۔ جب کہ ان کو شروع سے معلوم تھا کہ جس راستہ پر جا رہے ہیں یہ ایسا راستہ ہے جس میں اپنے تمام ساتھیوں اور اولاد کو قربان کرنا پڑے گا لیکن اس کے نتیجہ سے بھی آگاہ تھے۔ اس کے علاوہ رہتی دنیا تک انہوں نے یہ سکھا دیا کہ راستہ یہی ہے۔ تعداد کی قلت سے نہ گھبرائیے ۔ تعداد سے کام آگے نہیں بڑھتا۔ بلکہ دشمنوں کے مقابلہ میں جہاد اور تعداد کی کیفیت بہتر ہونے سے کام آگے بڑھتا ہے۔ ممکن ہے تعداد زیادہ ہو مگر ان کی کیفیت ناقص ہو اور ممکن ہے کہ تعداد کم ہو لیکن کیفیت کے اعتبار سے قوی اور سرافراز ہوں۔ (۷۴)

○○○○○

امام مسلمین نے ہمیں سکھا دیا کہ جب ظالم دوراں ، مسلمانوں پر جبر و استبداد

کے ذریعہ حکومت کر رہا ہو تو چاہے تمہاری طاقت پراگندہ ہی کیوں نہ ہو اس کے مقابلہ میں اٹھ کھڑے ہو اور اسے ٹھکرا دو ۔ اگر نظام اسلام کو خطرے میں دیکھو تو ایثار کا مظاہرہ کرو اور اپنا خون نچھاور کردو ۔ (۷۵)

○○○○○

حضرت سید الشہداءؑ نے اپنے کارنامہ کے ذریعہ ہمیں سکھایا کہ میدان اور میدان کے باہر تمہاری کیا حالت ہونا چاہئے۔ جو لوگ اسلحہ لے کر لڑتے ہیں وہ کیسے لڑیں اور جو محاذ جنگ پر نہ ہوں وہ کیسے تبلیغ کریں۔ ایک مٹھی بھر جماعت بھاری اکثریت کے ساتھ کیسے جنگ کرے۔ اور چند گنے چنے افراد کے ہمراہ ایک ایسی منھ زور حکومت کا کیسے مقابلہ کیا جائے جو ہر سیاہ وسفید پر قابض ہو ۔ یہ چیزیں سید الشہداءؑ نے ملت کو سکھائی ہیں۔ اور اپنے اہل حرم اور فرزند ارجمند کو بتا دیا کہ اس مصیبت کے ٹوٹ پڑنے کے بعد کیا کریں آیا سر تسلیم خم کردیں ؟ آیا جہاد میں نرم رویہ اختیار کریں ؟ یا جس طرح حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اس عظیم مصیبت کا مقابلہ کیا جس کے سامنے ہر مصیبت ہیچ ہے اور کفار وملحدین کے سامنے خطبے پڑھے ۔ جب بھی موقع ملا حق کو برملا کیا اور حضرت امام زین العابدینؑ نے اس نقاہت وضعف کے باوجود جس شان سے تبلیغ کی ہے اس طرح تبلیغ کرنا چاہئے۔ (۷۶)

○○○○○
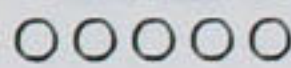
سید الشہداءؑ اور ان کے اصحاب واہل بیت نے ذمہ داری کی اہمیت اور میدان میں ایثار اور میدان کے باہر تبلیغ کا طریقہ سکھا دیا۔ خداوند متعال کی بارگاہ میں جتنی امام حسینؑ کے ایثار کی قدروقیمت ہے اور اس ایثار نے حسینی تحریک کو آگے بڑھانے میں جتنی مدد کی ہے اتنی ہی یا اس سے قدرے نزدیک حضرت سید سجادؑ اور حضرت زینبؑ

کے خطبوں کی قدروقیمت اور تاثیر ہے انہوں نے ہمیں باور کرا دیا کہ ظلم وجور کی حکومت سے عورتوں اور مردوں کو نہیں ڈرنا چاہیئے۔ حضرت زینب سلام اللہ علیھا نے یزید کے مقابلہ پر ایستادگی کا مظاہر کرکے یزید کو اس قدر رسواء کیا کہ بنی امیہ نے اپنی زندگی میں ایسی رسوائی کا سامنا نہیں کیا تھا۔ راہ کوفہ وشام میں انہوں نے جو خطبے دیئے اور حضرت سید سجادؑ نے جو تقریر کی اس میں واضح کردیا کہ ہم نے ناحق ان کا مقابلہ نہیں کیا ہے۔۔۔۔ بلکہ انہوں نے جھوٹا پروپیگنڈا ہمارے خلاف کیا ہے۔ سید الشہداءؑ کے خلاف یہ پروپیگنڈا کیا جارہا تھا کہ انہوں نے حکومت وقت اور خلیفۂ رسول اللہؐ کے خلاف بغاوت کی ہے۔ حضرت سجادؑ اور حضرت زینب سلام اللہ علیھا نے بھرے مجمع میں اس پروپیگنڈہ کی قلعی کھول دی ۔ سید الشہداءؑ نے ہماری ذمہ داری معین کر دی ہے۔ میدان جنگ میں افراد کی کمی اور شہادت سے نہ گھبرایئے۔ انسان کا مقصد جتنا عظیم ہوتا ہے اس کے لئے اتنی ہی زحمتیں بھی جھیلنا پڑتی ہیں۔ (۷۷)

ooooo
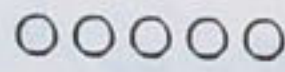
امام حسین علیہ السلام نے قلیل جماعت کے ساتھ اپنی ہر چیز اسلام پر قربان کردی اور بڑی شہنشاہی کے مقابلہ پر اٹھ کھڑے ہوئے اور اسے ٹھکرادیا۔ (۷۸)

ooooo
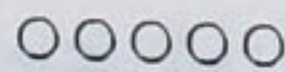
حالانکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت ہر نقصان سے بڑا نقصان تھا۔ لیکن چونکہ وہ جانتے تھے کہ کیا کر رہے ہیں اور کہاں جارہے ہیں اور ان کا مقصد کیا ہے لہذا انہوں نے ایثار کیا اور شہید ہوگئے۔ ہمیں بھی اس ایثار کو مدنظر رکھنا چاہیئے کہ انہوں نے کیا کیا اور ظلم کی کس بساط کو الٹ دیا اور ہم نے بھی کیا کردکھایا ہے !(۷۹)

ooooo
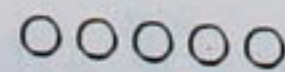
امام حسینؑ جب دیکھتے ہیں کہ ایک حاکم ظالم وجابر لوگوں پر حکومت کر رہا ہے۔ تو حضرت نے صاف اعلان کردیا کہ اگر کوئی دیکھے کہ ظالم حاکم لوگوں پر مسلط ہے اور ظلم کر رہا ہے تو اس کے مقابلہ پر اٹھ کھڑا ہو چاہے اس کے افراد کم ہی کیوں نہ ہوں۔ آیا ہمارا خون ان کے خون سے زیادہ سرخ ہے ہم خون نچھاور کرنے یا جان دینے سے کیوں گھبرائیں؟ وہ بھی ایسے ظالم بادشاہ کا قلع قمع کرنے کے واقعہ میں جو کہتا تھا کہ میں مسلمان ہوں۔ یزید بھی شاہ کی طرح مسلمان تھا۔ اگر اس سے بہتر نہیں تھا تو بدتر بھی نہیں تھا۔ لیکن چونکہ ملت پر ظلم کر رہا تھا اور بلاسبب ملت کو اپنے تابع رکھنا چاہتا تھا، سید الشہداءؑ نے ضروری سمجھا کہ اسکی خبر لیں چاہے اپنی جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔ (۸۰)

ooooo
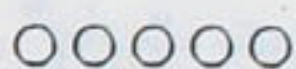
امام حسین علیہ السلام کے طریق کار سب کے لئے نمونہ عمل ہے۔ "کل یوم عاشورا وکل ارض کربلا" اس بات کا حکم ہے کہ ہر روز اور ہر جگہ اس تحریک کو جاری رکھنا چاہیئے۔ وہی طریق کار ہونا چاہیئے۔ امام حسین علیہ السلام نے چند افراد کے ہمراہ اپنی ہر چیز کو اسلام پر قربان کردیا اور ایک بڑی شہنشاہی کے مقابلہ پر ڈٹ گئے اور فرمایا کہ ہر روز اور ہر جگہ اس چیز کو محفوظ رہنا چاہیئے۔ (۸۱)

ooooo
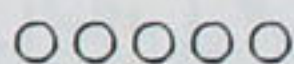
یہ جملہ "کل یوم عاشورا وکل ارض کربلا" بڑا معنی خیز جملہ ہے۔ جس کا لوگ غلط مطلب نکالتے ہیں۔ ان کے خیال میں اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر روز رونا چاہیئے۔ لیکن اس کا مطلب کچھ اور ہے کربلا نے کیا کیا۔ زمین کربلا نے روز عاشورا کیا کردار پیش کیا۔ ہر زمین کو ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ کربلا کا کردار یہ تھا کہ سید الشہداءؑ نے اپنے چند ساتھیوں کے

ہمراہ جنگ کی چند افراد کربلا میں آئے اور ظالم یزید اور حکومت جبار کے مقابلہ میں آواز بلند کی ۔ اس دور کی شہنشاہی کے مقابلہ میں اٹھ کھڑے ہوئے اور ایثار کا مظاہرہ کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔ مگر انہوں نے ظلم کو برداشت نہیں کیا اور یزید کو شکست دے دی ۔ ہر جگہ اور ہر روز ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ ہر روز ہماری ملت کو اس حقیقت کو سامنے رکھنا چاہیئے کہ آج روز عاشورا ہے اور ہمیں ظلم کے مقابلہ میں اٹھ کھڑے ہونا چاہیئے۔ وہی جگہ کربلا ہے اور یہیں ہمیں کربلا کا نقشہ پیش کرنا چاہئیے ۔ یہ چیز ایک زمین سے مخصوص نہیں ہے اور نہ ایک شخص سے مخصوص ہے۔ واقعہ کربلا بہتر افراد اور زمین کربلا سے مخصوص نہیں تھا بلکہ ہر زمین اور ہر دن کو یہ نقشہ پیش کرنا چاہیئے۔ ملتیں ظلم کے مقابلہ پر اٹھ کھڑے ہونے سے غافل نہ ہوں۔ (۸۲)

○○○○○
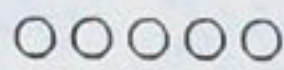
آپ رنجیدہ ، پریشان اور مضطرب نہ ہوں اور خوف وہراس کو اپنے قریب بھی نہ آنے دیں۔ آپ ایسے پیشواؤں کے پیرو ہیں جنہوں نے مصائب وحادثات کے مقابلہ میں صبرواستقامت سے کام لیا اور ہمارے مصائب ان کے مقابلہ میں کچھ نہیں ہیں۔ ہمارے عظیم پیشواؤں نے روز عاشورا اور گیارہ محرم کی شب جیسے مصائب برداشت کئے ہیں اور دین خدا کی راہ میں ان مصیبتوں کو جھیلا ہے۔ آج آپ کیا کہہ رہے ہیں ؟ کس چیز سے خائف ہیں ؟ اور کیوں مضطرب ہیں ؟ جو لوگ حضرت علیؑ اور امام حسینؑ کی پیروی کا دم بھرتے ہوں ان کے لئے حکومت کے ان رسوا کن اعمال کے سامنے گھبرا جانا عیب ہے۔ (۸۳)

○○○○○
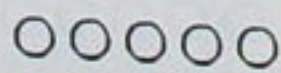
کاخ ستم شاہی اور غیروں کے مقابلہ میں بارہ محرم اور ۱۵ خرداد کی تحریک ، امام

حسینؑ کی مقدس تحریک کی پیروی میں اتنی انسان ساز اور دشمن شکن تھی کہ جس نے ایسے مجاہد اور ایثار کے خوگر افراد معاشرے کے حوالے کئے جنہوں نے ستمگروں اور خائنوں کا ناطقہ بند کردیا اور اس عظیم ملت کو ایسا ہوشیار، متحرک اور متحد بنا دیا کہ اغیار اور اغیار پرستوں کی آنکھوں کی نیندیں اڑگئیں اور علمی مدارس، یونیورسٹیوں اور بازاروں کو، عدل وانصاف، اسلام اور مذہب مقدس کے دفاع کے مضبوط قلعوں میں تبدیل کردیا۔ (۸۴)

○○○○○

آج مسئلہ مہم ہے۔ ان اہم مسائل میں سے ہے جن کے لئے جان دے دینا چاہیئے۔ یہ وہی اہم مسئلہ ہے جس کے لئے سید الشہداءؑ نے جان دی تھی ۔ وہی اہم مسئلہ ہے جس کے لئے پیغمبرؐ اسلام تیئس برس زحمتیں برداشت کیں۔ وہی اہم مسئلہ ہے جس کی خاطر حضرت علیؑ نے اٹھارہ ماہ معاویہ کے ساتھ جنگ کی ۔ جب کہ معاویہ اسلام کا مدعی تھا پھر اس کے ساتھ لڑنے کا کیا مطلب؟ چونکہ وہ ظالم حاکم تھا۔ چونکہ اس کی حکومت ظالم تھی ۔ لہذا اسے سرنگوں کرنا ضروری تھا اپنے بیشمار ساتھیوں کی قربانیاں دیں اور ان کے لاتعداد افراد کو موت کے گھاٹ اتارا کس لئے؟ اس لئے کہ حق وعدل کو رائج کریں۔ (۸۵)

○○○○○

ہم حضرت سید الشہداءؑ سے بالاتر تو نہیں ہیں۔ انہوں نے اپنی ذمہ داری نبھائی اور قتل بھی ہوگئے۔ !(۸۶)

○○○○○

۱۷ شہریور (۴۱) ۵۷ ھ شمسی (مطابق ۹ / ۹ / ۷۸ء)اور ملت ایران پر گزرنے

والے سخت دنوں کی تلخ یاد ، استبداد واستکبار کے محلوں کی سرنگونی اور اس کی جگہ جمہوری عدل اسلامی کے پرچم کی سربلندی کا میٹھا پھل اپنے ساتھ لائی ۔ کیا اسی سبق آموز دستور یعنی " کل یوم عاشورا وکل ارض کربلا " کو امت اسلامی کے لئے نمونہ عمل نہیں ہونا چاہیئے !؟ عشق وایمان سے سرشار ایک مٹھی عدالت کی متلاشی جماعت کا ہر روز عاشورا اور ہر زمین پر قیام ستمگروں کے کاخ اور لٹیرے مستبکروں کے خلاف ہوتا ہے۔ اور حکم یہ ہے کہ اس قیام کو ہر روز اور ہر سرزمین میں امت اسلامی کا سرنامہ تحریک ہونا چاہیئے۔ جو دن ہم پر گزرے وہ عاشورا کی تکرار تھے اور جن چوراہوں ، سڑکوں اور گلی کوچوں میں فرزندان اسلام کا خون بہایا گیا وہ زمین کربلا کی تکرار تھے اور یہ سبق آموز حکم ایک ذمہ داری بھی ہے اور خوشخبری بھی !ذمہ داری اس اعتبار سے ہے کہ کمزور طبقہ کے افراد چاہے کم ہی ہوں ، مستبکروں کے خلاف چاہے وہ ہر طرح کے سازوسامان سے لیس عظیم شیطانی طاقت ہوں ، اس بات پر مامور ہیں کہ سرور شہداءؑ کے مانند اٹھ کھڑے ہوں۔ اور خوشخبری اس اعتبار سے کہ ہمارے شہیدوں کو شہدائے کربلا میں شامل کیا گیا ہے اور یہ خوشخبری کی شہادت کامیابی کا راز ہے۔ ۱۷ شہریور ، دوسرا عاشورا ، اور " شہداء اسکوائر " دوسری کربلا ہے۔ اور ہمارے شہداء ، شہدائے کربلا کی تکرار ہیں۔ جب کہ ہماری ملت کے دشمن دوسرے یزید اور اس کے پیرو ہیں۔ کربلا نے کاخ ستمگر کو خون کے سیلاب میں ڈبو دیا اور ہماری کربلا نے اس شیطانی حکومت کے کاخ کو مسمار کر دیا۔

اب وقت آگیا ہے کہ ہم جو اس خون کے وارث اور اپنے خون میں ڈوب کر سوجانے والے جوانوں اور شہیدوں کے رشتہ دار ہیں اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں جب تک ان کے ایثار وقربانی کو بارآور نہ بنا دیں۔ اور مستحکم ارادے کے ساتھ ملکے

تانے ہوئے ، اس ستمگر حکومت اور اس کے ٹکڑوں پر پلنے والے مشرقی اور مغربی مکاروں کو ان شہدائے فضیلت کے قدموں میں دفن کردیں۔ (۸۷)

○○○○○

اس عظیم الشان ملت نے ۱۵، خرداد ۴۲ ھ شمسی کے دھماکہ خیز منحوس واقعہ کی سالگرہ کے موقع پر عاشورا کے واقعہ سے سبق لیتے ہوئے اس دشمن شکن قیام کو بار آور کیا۔ اگر عاشورا کی حرارت اور اس دھماکہ کا شورو ولولہ نہ ہوتا تو کچھ پتہ نہیں کہ بغیر کسی سابقہ تیاری کے اور نظم وانضباط کے یہ قیام کامیاب ہو پاتا۔ واقعہ عاشورا ۶۱ ھ قمری سے لے کر خرداد ۱۶ شمسی تک ، اور اس وقت سے ، حضرت امام زمانہؑ " ارواحنا لہ الفدا " کے عالمی اور ہمہ گیر قیام تک ، ہر دور میں انقلاب آفرین ہے۔ (۸۸)

○○○○○

آج بھی جب محاذ جنگ کی تصویریں دکھاتے ہیں تو آپ دیکھتے ہوں گے کہ جنگ کے محاذوں پر حرارت اور جوش وولولہ ، امام حسینؑ کے ساتھ عشق و محبت کا نتیجہ ہے۔ (۸۹)

○○○○○

اب ہماری ملت کو احساس ہوگیا ہے کہ " کل یوم عاشورا وکل ارض کربلا " ہر روز عاشورا اور ہر زمین کربلا ہے۔ ان کی یہ مجلسیں اور دعائیں ۔ سید الشہداءؑ اوران کے ساتھیوں کی عاشور کی رات کی یاد دلوں میں تازہ کرتی ہیں۔ (۹۰)

○○○○○

امام حسینؑ نے اپنا خون دے کر اسلام کو زندہ کیا آپ ان کی پیروی کرتے ہوئے اسلام وانقلاب کی زندگی کی ضمانت فراہم کیجئے (۹۱)

○○○○○

باوجود یہ کہ ہم نے اپنے بہتیرے ہونہار جوانوں اور ماہرین کو کھو دیا ہے۔ لیکن جو چیز ہم نے حاصل کی ہے اس کی قدر و اہمیت اس سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ وہی چیز ہے جس کے لئے امام حسینؑ نے اپنے بال بچوں کو قربان کیا۔ یہ وہی چیز ہے جس کی راہ میں رسول خداؐ نے اپنی ساری زندگی صرف کردی اور ہمارے آئمہ معصومین علیہم السلام نے اس کی خاطر کیا کیا مصیبتیں اٹھائیں۔ (۹۲)

○○○○○

دوسری فصل

ذکر مصائب اور عزاداری کا فلسفہ

جان لیں کہ اسلام کے اس تاریخی واقعہ کو زندہ رکھنے کے لئے آئمہ علیہم السلام کا جو دستور ہے اور اہلبیتؑ پر ظلم کرنے والوں پر لعنت اور نفرت کی بارش، تاریخ کے ہر دور میں ظلم و ستم کے خوگر سربراہوں کے سر پر قوموں کی جراًتمندانہ فریاد ہے اور آپ جانتے ہیں کہ بنی امیہ لعنتہ اللہ علیہم پر لعنت و نفرت اور ان کی بیدادگری کے خلاف فریاد، اس کے باوجود کہ وہ جہنم واصل ہوگئے ہیں۔ دنیا کے ستمگروں کے خلاف فریاد اور اس ستم شکن فریاد کو زندہ رکھنا ہے۔ (۹۳)

○○○○○

شہید پر رونا، تحریک کی حفاظت کرنا اور اسے زندہ رکھنا ہے۔ یہ روایت کہ جو شخص روئے، رلائے یا رونے والے جیسی صورت بنائے وہ جنت میں جائے گا۔ یہ اس لئے ہے کہ حتیٰ وہ شخص جو خود کو دکھی اور رنجیدہ ظاہر کرتا ہے اور رونے والے جیسی صورت بناتا ہے وہ امام حسین علیہ السلام کی اس تحریک کی حفاظت کرتا ہے۔ (۹۴)

○○○○○

ہم اگر قیامت تک بھی سید الشہداءؑ کے لئے روتے رہیں (۴۲) تو اس کا ان کو کوئی

فائدہ نہیں ہوگا بلکہ ہمیں فائدہ ہوگا۔ آخرت کو چھوڑیے صرف اس کے اسی دنیاوی فائدے کا حساب کیجئے۔ یہی نفسیاتی فائدہ ملاحظہ کیجئے کہ اس نے دلوں کو کس قدر ایک دوسرے سے ملا رکھا ہے۔ (۹۵)

○○○○○

مجالس و اجتماعات میں گریہ کا محرک یہ نہیں ہے کہ ہم حضرت سید الشہداءؑ پر گریہ کریں سید الشہداءؑ کو اس گریہ کی ضرورت نہں ہے اور نہ فقط گریہ سے کوئی کام نکلتا ہے۔ لیکن یہ مجلسیں لوگوں کو اکٹھا کرتی ہیں۔ تین ساڑھے تین کروڑ لوگ محرم و صفر میں خاص کر روز عاشور اکٹھا ہوتے ہیں اور ایک ہی رخ پر چل پڑتے ہیں۔ بعض ائمہؑ نے بلاوجہ نہیں فرمایا کہ منبر پر میرے مصائب بیان کیئے جائیں۔ بلاوجہ نہیں فرمایا کہ جو شخص روئے ، رلائے یا رونے والے جیسی صورت بنائے تو اس کا اجر نہ جانے کیا کیا ہے۔ بات صرف گریہ کی نہیں ہے اور گریہ دار جیسی صورت بنانے کی نہیں ہے بلکہ اس میں کچھ سیاست ہے ہمارے آئمہ اپنی خداداد بصیرت کے پیش نظر یہ چاہتے تھے کہ ان قوموں کو یکجا اور متحد کردیں تاکہ ان کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ (۹۶)

○○○○○

کسی امام ، شاید امام محمد باقر علیہ السلام (۴۳) نے مجھے اچھی طرح یاد نہیں ہے جو یہ فرمایا ہے کہ منیٰ میں مجھ پر رونے کیلئے ایک شخص کو معین کیا جائے کہ وہ میرے لئے گریہ کرے اور عزاداری منائے۔ اس کی غرض یہ نہیں ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس کے محتاج تھے اور نہ یہ کہ اس کا ذاتی طور پر ان کو کوئی فائدہ تھا۔ لیکن ذرا اس کے سیاسی پہلو کو تو دیکھئے۔ جب تمام دنیا سے لوگ منیٰ میں آتے ہیں اگر ایک شخص یا چند اشخاص امام محمد باقر علیہ السلام کیلئے نوحہ سرائی کریں اور ان کے مخالفوں

کے ظلم کو برملا کریں جنہوں نے انہیں شہید کیا تھا تو یہ مسئلہ ایک موج کی صورت میں دنیا کے ہر ساحل سے ٹکرائے گا۔ لوگوں نے مجالس عزاء کی اہمیت کو درک نہیں کیا ہے۔ (۹۷)

○○○○○
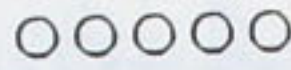
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنی رحلت جانگداز سے پہلے وصیت فرمائی کہ ایک شخص یا چند اشخاص کو اجیر کریں کہ وہ منیٰ میں مجھ پر گریہ کریں۔ یہ کس نوعیت کی جنگ ہے؟ کیا حضرت اس گریہ کے محتاج تھے؟ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو گریہ کی کیا ضرورت تھی؟ اور پھر منیٰ ہی میں کیوں گریہ کیا جائے؟ ایام حج اور منیٰ میں! یہی وہ بنیادی سیاسی اور نفسیاتی پہلو ہے کہ دس سال وہاں پر غم منائیں۔ اس لئے کہ لوگ آئیں گے اور پوچھیں گے کیا ہوا؟ تو قصہ بیان کیا جائے گا۔ جس سے لوگ اس مکتب کی طرف متوجہ ہوں گے۔ ظلم کا خاتمہ ہوگا اور مظلوم کو قوت ملے گی۔ ہم نے جوان قربان کیئے ہیں۔ کربلا نے جوانوں کو قربان کیا ہے۔ ہمیں اس کو زندہ رکھنا چاہیئے۔ یہ صرف گریہ ہی نہیں ہے بلکہ ایک سیاسی، نفسیاتی اور اجتماعی مسئلہ ہے۔ اگر مسئلہ صرف گریہ کا ہے تو رونے والے جیسی صورت بنانے کا کیا مطلب ہے "تباکی" بھی کوئی رونا ہے!؟ اور سچ پوچھیئے تو حضرت امام حسین علیہ السلام کو گریہ کی کیا ضرورت ہے۔ آئمہ معصومینؑ نے اس قدر تاکید فرمائی ہے کہ ایک جگہ جمع ہو کر گریہ کرو۔ اس لئے کہ اس سے ہمارا مذہب محفوظ رہے گا۔ (۹۸)

○○○○○
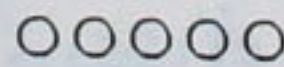
مجالس عزاء کی اہمیت بہت کم معلوم ہو سکی ہے اور بعض کو کچھ بھی معلوم نہیں۔ روایات میں مظلوم کربلا کے لئے ایک قطرہ (۴۴) اشک بلکہ رونے والے جیسی صورت

بنانے کی جو قدر وقیمت بتائی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہنیں کہ سرور مظلومین کو اس کی ضرورت ہے اور نہ صرف آپ کے اور مسلمانوں کے ثواب حاصل کرنے کی خاطر ہے۔ اگرچہ ثواب ہے۔ لیکن اس ثواب کو مجالس عزاء کے لئے اتنا بڑھا چڑھا کر کیوں بتایا گیا ہے اورکیوں خداوند متعال ایک قطرہ اشک بلکہ رونے والے جیسی صورت بنانے پر اتنا ثواب عنایت فرماتا ہے ؟ سیاسی نقطہ نظر سے یہ مسئلہ قدرے واضح ہوچکا ہے اور انشاء اللہ آئیندہ زیادہ واضح ہوجائے گا۔ عزاداری، مجالس عزاء اور نوحہ خوانی کا اتنا زیدہ ثواب ان امور کے عبادتی اور روحانی پہلو کے علاوہ ان کے سیاسی پہلو کی وجہ سے ہے۔ جس زمانہ میں یہ روایتیں صادر ہوئی تھیں اس زمانہ میں فرقہ ناجیہ کو بنی امیہ اور بنی عباس کے مظالم کا سامنا کرنا پڑتا تھا جن کی تعداد ان بڑی طاقتوں کے مقابلہ میں بہت کم تھی - اس زمانہ میں اس اقلیت کی سیاسی فعالیت کو منظم کرنے کے لئے ایک راستہ نکالا گیا تھا جو بذات خود ایک منظم راستہ تھا اور وہ راستہ یہ تھا کہ اس عزاداری اور گریہ کی عظمت واہمیت کو منبع وحی کی زبان بیان کیا جائے۔ اس وقت کے شیعہ ایک جگہ جمع ہو کر عزاداری مناتے تھے اور بتہرے ایسے تھے جن کو معلوم بھی ہنیں تھا کہ مسئلہ کی نوعیت وحقیقت کیا ہے۔ جب کہ مسئلہ کی نوعیت یہ تھی کہ تاریخ کے ہر دور میں اقلیت کو اکثریت کے مقابلہ کے لئے تیار کیا جائے۔ یہ مجالس عزاء جو تمام اسلامی ممالک میں ایک منظم تحریک ہے اور ایران میں جو تشیع اور اسلام کا گہوارہ ہے - ان حکومتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ہیں جو اسلام کو مٹا دینا چاہتی ہیں روحانیت کو ختم کردینا چاہتی ہیں - یہ مجلسیں اور یہ ماتمی دستے انہیں خوف زدہ کردتے ہیں۔ (۹۹)

○○○○○
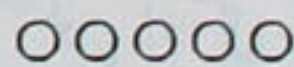
شاید مغرب زدہ افراد ہمیں رونے والی قوم کہتے ہیں اور اپنے بھی شایداس چیز کو

نہیں سمجھ پاتے کہ ایک قطرہ اشک کا کس قدر ثواب ہے۔ اور ایک مجلس عزاء کا کتنا اجر ہے۔ شاید اس کو ہضم نہ کر پائیں اور اس ثواب کو نہ درک کر پائیں جو دو سطر دعا اور ان تمام دعاؤں کے لئے بیان ہوا ہے۔ ان دعاؤں اور خدا کی جانب اس توجہ اور تمام لوگوں کے ایک نکتے کی طرف متوجہ ہونے کا سیاسی پہلو یہ ہے کہ ایک اسلامی مقصد کے لئے پوری ملت کو منظم کیا جائے۔ مجلس عزاء اس لئے نہیں ہے کہ حضرت سید الشہداءؑ کے لئے گریہ کریں اور ثواب حاصل کریں۔ البتہ ثواب تو ملتا ہی ہے بلکہ اہم چیز ان کا سیاسی پہلو ہے۔ ہمارے آئمہؑ نے ابتدائے اسلام میں جو منصوبہ بنایا تھا وہ قیامت تک کے لئے ہے وہ منصوبہ یہ تھا کہ ایک مقصد کو لے کر ایک جھنڈے کے نیچے جمع ہوں اور حضرت سید الشہداؑ کی عزاداری سے زیادہ کوئی چیز اس کے لئے موثر نہیں ہے۔ (۱۰۰)

○○○○○
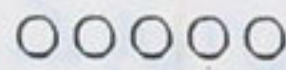
دوسرے لوگ، جو مسجد میں آتے ہیں، تقریر سنتے ہیں۔ لیکن جب مجلس امام حسین علیہ السلام کی باری آتی ہے تو لاپروائی سے گزر جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ان مجالس کو نہیں جانتے کہ کیا ہیں۔ یہی مجلسیں ہیں جنہوں نے منبر و محراب کو بچائے رکھا ہے۔ اگر مجلسیں نہ ہوتیں تو منبر و محراب کا نام ونشان بھی نہ ہوتا۔ ہمیں اپنے شہید پر رونا چاہیئے۔ فریاد کرنا چاہیئے اور لوگوں کو بیدار کرنا چاہیئے۔ البتہ ایک چیز کا ہم سب کو دھیان رہے اور اسے عوام کے گوش گزار بھی کر دیں کہ بات صرف اتنی ہی نہیں ہے کہ ہمیں مجلسوں سے ثواب ملتا ہے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ ہم ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ سید الشہداءؑ بھی ثواب کی خاطر قتل نہیں ہوئے۔ ثواب ان کے مدنظر زیادہ نہیں تھا۔ وہ اس مکتب کو نجات دلانے اور اسلام کو ترقی دینے اور زندہ کرنے کے لئے نکلے

اسلام اور مکتب سید الشہداء کے احیاء میں عزاداری کی اہمیت اور اس کا کردار

ہم سب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مسلمانوں کے درمیان اتحاد کا باعث، آئمہ معصومین علیہم السلام اور خاص کر سید مظلومین سرکار سید الشہداء حضرت امام حسینؑ کی مجالس عزاداری کے سیاسی مراسم ہیں اور یہی چیز تمام مسلمانوں اور خاص طور سے اثنا عشری شعیوں کی ملت کی محافظ ہے۔ (۱۰۴)

○○○○○
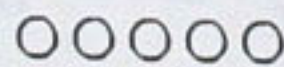
سید مظلومین امام حسین علیہ السلام کی ہمیشہ کے لئے عزاداری منانے اور اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مظلومیت اور بنی امیہ لعنۃ اللہ علیہ، کہ جن کا وجود نحس دنیا سے مٹ چکا ہے کے ظلم کی فریاد بلند کرنے کے سلسلہ میں آئمہ مسلمینؑ کی زبردست تاکید مظلوم کی، ظالم کے ظلم کے خلاف فریاد ہے۔ اس پر خاش اور فریاد کو زندہ رہنا چاہیئے۔ جس کی برکتیں آج ایران میں یزیدیوں کے خلاف جنگ میں مشاہد اور ملموس ہیں۔ (۱۰۵)

○○○○○
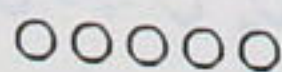
خداوند عالم نے جب دیکھا کہ صدر اول کے منافقین نے اسلام کی بنیاد کو متزلزل کر دیا ہے اور صرف چند افراد کے علاوہ باقی سب منحرف ہوگئے ہیں تو حسینؑ ابن علیؑ کو تیار کیا اور جانثاری اور قربانی کے ذریعہ ملت کو بیدار کیا۔ ان کے عزاداروں کے لئے بہت بڑا ثواب مقرر کیا تاکہ وہ عوام کو بیدار رکھیں اور کربلا کی بنیاد کو فرسودہ نہ ہونے دیں کہ جس کی بنیاد ظلم وجور کا نام ونشان مٹا دینے اور لوگوں میں توحید وعدل کو رائج کرنے پر رکھی گئی ہے۔ اس صورت میں ضروری ہے کہ عزادری کے لئے کہ جس کی بنیاد اس چیز پر رکھی گئی ہے۔ اس قدر ثواب مقرر کیا جائے کہ ہر دباؤ اور سختی کے باوجود اس سے دست بردار نہ ہوں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ لوگ حسینؑ ابن علیؑ کی زحمتوں کو برق رفتاری سے برباد کر دیتے۔اور ان کی زحمتوں کے برباد ہوتے ہی پیغمبرؐ اسلام کی زحمتیں اور کوششیں جو انہوں نے شیعیت کی بنیاد ڈالنے کے لئے کی تھیں بالکل برباد ہوجاتیں۔ پس فرضاً جو اجر پروردگار عالم عطا فرماتا ہے وہ اس فائدہ کے مقابلہ میں ہے جو عمل سے حاصل ہوتا ہے اور اس عمل سے حاصل ہونے والا فائدہ دین حق اور بنیاد تشیع کی بقاء ہے اور دنیا والوں کی دنیا وآخرت کی سعادت اس سے وابستہ ہے اور اس زمانہ میں شیعوں کی حالت اور مخالفین علیؑ ابن ابیطالبؑ کی طرف سے ان کے ماننے والوں پر طرح طرح کی سختیوں اور مظالم کو دیکھتے ہوئے پتہ چلتا ہے کہ اس عمل کی قیمت مافوق تصور ہے اور خداوند عالم نے اس کے لئے اتنے ثواب اور اجرتیں رکھی ہیں کہ جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا ہوگا اور یہ کمال عدالت ہے۔ (۱۰۶)

○○○○○○○○○○○
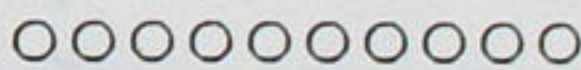
یہ سید الشہداءؑ کا خون ہے جو تمام اسلامی ملتوں کے خون کو جوش میں لاتا ہے اور یہی عاشورا کے ماتمی دستے ہیں جو لوگوں کو جوش میں لاتے ہیں اور اسلام واسلامی مقاصد

کی حفاظت کے لئے تیار کرتے ہیں اس کام میں سستی نہیں کرنا چاہیئے۔ (۱۰۷)

○○○○○○○○○○○
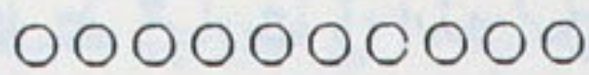
حق بہرحال کامیاب ہے، لیکن ہمیں کامیابی کے راز کو معلوم کرنا چاہیئے۔ کہ ہماری کامیابی کا راز کیا تھا۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے زمانہ سے آج تک اس طویل عرصہ میں جب کہ شیعوں کی تعداد بہت کم تھی ان کی بقاء کا راز کیا تھا۔ اب بحمد اللہ ان کی تعداد زیادہ ہے لیکن اس وقت کم تھی۔ دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ نہیں تھی اس دور میں اس مذہب، ممالک اسلامی اور شیعہ مملکتوں کی بقاء کا راز کیا تھا۔ اس راز کی ہمیں حفاظت کرنا چاہیئے۔ ان میں ایک سب سے بڑا راز، واقعہ کربلا ہے۔ ہمیں اس راز کی حفاظت کرنا چائے۔ یہ مجلسیں جو تاریخ کے ہر دور میں تھیں، یہ آئمہ معصومینؑ کے حکم سے تھیں۔ ہمارے جوان یہ نہ سوچیں کہ ان مجالس میں گریہ نہیں ہوتا تھا لہذا ہمیں بھی نہیں رونا چاہیئے۔ یہ اشتباہ ہے جس کے وہ مرتکب ہو رہے ہیں۔ (۱۰۸)

○○○○○
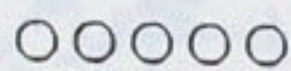
ہر چیز کو محفوظ رکھنے کی بنیاد وہی تھے۔ پیغمبرؐ نے بھی فرمایا تھا " انا من حسینؑ " میں حسین سے ہوں یعنی دین ودیانت کو وہی بچائے گا۔ ان کی اس فداکاری نے اسلام کو بچایا ہے اور ہمیں اس کو بچائے رکھنا چاہیئے۔ یہ جوان اس کو نہیں سمجھ پاتے۔ جن کے ذہنوں میں ان لوگوں نے القاء کیا ہے جو چاہتے ہیں کہ عزاداری نہ رہے۔ یہ سرے سے عزاداری کو ہی مٹانا چاہتے ہیں۔ اس لئے کہ عزاداری ہی عوام کے جذبات کو بھڑکاتی ہے کہ جو ہر میدان میں موجود ہیں۔ جب لوگ یہ دیکھتے ہیں کہ سید الشہداءؑ کے جوانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا اور انہوں نے اپنے جوانوں کو قربان کردیا تو لوگوں کے لئے جوانوں کو قربان کرنا آسان ہوجاتا ہے۔ اور شہادت دوستی کی اسی حس کے ساتھ ہماری ملت

نے عزاداری کو بچائے رکھا اور وہی حقیقت تھی جو کربلا سے ہم تک پہونچی ہے جس کی بنا پر ہماری پوری ملت ہر لحاظ سے شہادت کی آرزو کرتی تھی ۔ وہی شہات جس کے سردار ، سید الشہداءؑ تھے یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ اس طرح سید الشہداءؑ نے محفوظ رکھا ہے۔ جو لوگ سمجھتے ہیں وہ دوسروں کے ذہنوں میں القاء کرتے ہیں اور انہیں دھوکہ دیتے ہیں۔ (۱۰۹)

○○○○○○○○○○○
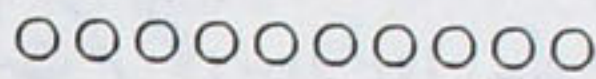
مجلس سید الشہداءؑ ان کے مکتب کی حفاظت کے لئے ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مصائب نہ پڑھئے وہ بالکل نہیں سمجھتے کہ مکتب سید الشہداءؑ کیا تھا۔ اور انہیں معلوم نہیں کہ ان مصائب اور اس رونے نے اس مکتب کو بچایا ہے۔ اس وقت چودہ سو سال ہوگئے ہیں کہ ان تقریروں ، مجلسوں ، ذکر مصائب اور سینہ زنی کے ذریعہ ہمیں بچایا ہے۔ اور اسلام کو یہاں تک پہونچایا ہے۔ بعض جو یہ کہتے ہیں کہ اب ہمیں اس دور کی بات کہنا چاہیئے۔ یہ بدنیتی کی بناء پر نہیں کہتے۔ انہیں معلوم نہیں کہ سید الشہداءؑ کی بات ہر دور کی بات ہے۔ ہمیشہ ہر دور کی بات ہے۔ اصلاً ہر دور کی بات کرنا سید الشہداءؑ نے ہمیں سکھایا ہے۔ اور سید الشہداءؑ کو اس گریہ نے زندہ رکھا ہے۔ ان کے مکتب کو ، ان کے مصائب ، فریاد نوحہ وماتم اور ان ماتمی دستوں نے بچائے رکھا ہے۔ اگر صرف خشک مقدسی ہوتی گھر میں بیٹھ جائے اور زیارت عاشورا اور تسبیح پڑھتے رہتے تو کچھ بھی باقی نہ رہتا۔ شور کی ضرورت ہے۔ ہر مکتب کے لئے شور ضروری ہیں۔ اس کے لئے سینہ زنی ہونا چاہیئے۔ جس مکتب کے لے سینہ زنی نہ ہو ۔ گریہ نہ ہو ، سرو صورت نہ پیٹیں وہ مکتب زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہ لوگ اشتباہ کر رہے ہیں۔ یہ ابھی بچے ہیں۔ انہیں معلوم نہیں کہ اسلام میں علماء اور اہل منبر کا کیا رول ہے۔ شاید آپ کو بھی زیادہ

معلوم نہیں ہے۔ یہ ایسا رول ہے جس نے اسلام کو زندہ رکھا ہے۔ یہ ایسا پھول ہے جس کو ہر وقت پانی کی ضرورت ہے۔ اس گریہ نے مکتب سید الشہداءؑ کو زندہ رکھا ہے۔ مصائب کے یہ تذکرے ہیں جنہوں نے مکتب سید الشہداءؑ کو زندہ رکھا ہے ہمیں چاہیئے کہ اپنے ایک شہید کے لئے جو ہم سے جدا ہوتا ہے علم اٹھائیں۔ نوحہ خوانی کریں۔ روئیں اور فریاد کریں۔ دوسروں کا جب ایک آدمی قتل ہوجاتا ہے تو وہ ایسا کرتے ہیں اس کے لئے فریاد بلند کرتے ہیں۔ فرض کیجئے کہ کسی پارٹی کا اگر کوئی آدمی قتل ہوجائے تو وہ اس کے لئے جلسے اور میٹنگیں کرتے ہیں۔ سید الشہداءؑ کے مکتب کو زندہ رکھنے کے لئے یہ بھی ایک طرح کی میٹنگ اور فریاد ہے لیکن یہ لوگ متوجہ نہیں ہیں۔ یہ لوگ مسائل کو درک نہیں کرپاتے۔ اسی گریہ اور نوحہ سرائی نے اس مکتب کو اب تک زندہ رکھا ہے اور یہی چیز ہے جس نے ہمیں زندہ رکھا ہے۔ اسی چیز نے اس نہضت کو آگے بڑایا ہے۔ اگر سید الشہداءؑ نہ ہوتے تو یہ تحریک بھی آگے نہ بڑھتی۔ سید الشہداءؑ ہر جگہ ہیں۔ " کل ارض کربلا " ہر جگہ محضر سید الشہداءؑ ہے۔ تمام منبر سید الشہداءؑ کے محضر میں ہیں۔ تمام محراب سید الشہداءؑ کی وجہ سے ہیں۔ امام حسینؑ نے اسلام کو نجات دلا دی۔ جس ذات نے قتل ہو کر اسلام کو نجات دلائی ہم اس کے لئے کچھ نہ کہیں اور خاموش رہیں ؟ ہمیں ہر روز رونا چاہیئے اور اس مکتب کی حفاظت کی خاطر ہر روز تقریر کرنا چاہیئے۔ ان تحریکوں کو بچانے کی خاطر جو امام حسین علیہ السلام کی مرہون منت ہیں۔ (١١٠)

OOOOOOOOOOO
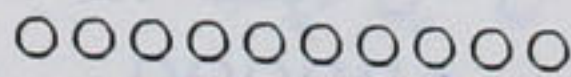
اس سے زیادہ یکسوئی اور کیا ہوگی ؟ آپ نے کہاں کسی ملت کو اس قدر ہم آہنگ دیکھا ہے ؟ کس نے ان کو یکسو کیا ہے ؟ ان کو سید الشہداءؑ نے ہم آہنگ کیا ہے۔ جملہ اسلامی ممالک اور ملتوں کو تاسوعا اور عاشورا کے روز یا اس کے علاوہ ، اور ان ماتمی

دستوں کو انکی اس عظمت اور سراسر درس وسبق ہونے کی شکل میں کون اس عظیم اجتماع کو تشکیل دے سکتا ہے ؟ دنیا میں کہاں آپ نے دیکھا ہے کہ لوگ اس قدر ہم آہنگ ہوں۔ ہندوستان جائیے تو یہی بساط ہے ۔ پاکستان میں جا کر دیکھئے تو یہی نظر آئے گا۔ انڈونیشیا میں دیکھئے تو یہی ہے اور عراق وافغانستان میں بھی یہی نظر آتا ہے۔ دنیا میں جہاں بھی دیکھئے یہ بساط نظر آتی ہے کس نے ان کو ہم آہنگ کیا ہے ؟ آپ اس ہم آہنگی کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے۔ (۱۱۱)

ooooo
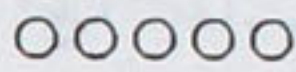
سید مظلومین کی یہ مجالس عزاء وسوگواری اور نوحہ سرائی اور اس ذات کی مظلومیت کا اظہار جس نے اپنی اور اپنے دوستوں اور اولاد کی جان کو خدا اور اس کی رضا کے لئے فدا کیا ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس نے جوانوں کو ایسا بنا دیا ہے کہ وہ محاذ جنگ پر جا کر شہادت طلب کرتے ہیں اور شہادت پر فخر کرتے ہیں اور شہادت نصیب نہ ہونے کی صورت میں سخت متاثر ہوتے ہیں اور ماؤں کو وہ حوصلہ دیا ہے کہ وہ اپنے جوان بیٹوں کو قربان کرتی ہیں اور اس کے بعد بھی کہتی ہیں کہ اب بھی دو ایک جوان باقی ہیں۔ یہ مجالس عزاء ، مجالس دعا اور مجالس دعائے کمیل اور دوسری دعاؤں کی مجالس ہیں جنہوں نے اس جمعیت کو اتنا حوصلہ دیا ہے۔ اس کی بنیاد اسلام نے ابتداء سے ہی رکھ دی تھی کہ وہ اس طرز فکر اور اسی پروگرام کے تحت آگے بڑھے گا۔ (۱۱۲)

ooooo
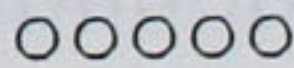
کچھ لوگ ایسے پیدا ہوگئے ہیں جو کہتے ہیں کہ اب مصائب نہ پڑھیئے۔ انہیں نہیں معلوم کہ مصائب کیا ہیں۔ وہ اس عزاداری کی ماہیت سے واقف نہیں ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ امام حسینؑ کی تحریک نے یہاں تک آکر اس تحریک کو جنم دیا ہے۔ یہ تحریک

اسی تحریک کی ایک شعاع کے تابع ہے وہ نہیں جانتے کہ امام حسین علیہ السلام پر رونا تحریک کو زندہ رکھنا اور اس حقیقت کو باقی رکھنا ہے کہ کس طرح ایک مٹھی بھر افراد بڑی امپراطوری کے مقابلہ پر ڈٹ گئے اور اسے ٹھکرا دیا اس " انکار " کو ہر روز اور ہر جگہ محفوظ رہنا چاہئے۔ یہ مجلسیں اسی " انکار " کو محفوظ رکھنے کی خاطر منائی جاتی ہیں۔ ہمارے بچے اور جوان یہ نہ سوچیں کہ بات رونے والی قوم تک محدود ہے۔ اس کو دوسروں نے القاء کیا ہے کہ آپ اسے رونے والی قوم کہیں۔ وہ اسی رونے سے ڈرتے ہیں اس لئے کہ یہ مظلوم پر گریہ ہے اور ظلم کے خلاف فریاد ہے۔ ماتمی دستے جو سڑکوں پر آتے ہیں وہ ظلم کے مقابلہ میں قیام کرتے ہیں۔ (۱۱۳)

○○○○○
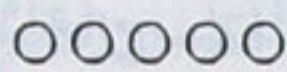
اس زمانہ میں ایک بات ہر ایک کی زبان پر رائج تھی کہ " رونے والی قوم " تاکہ مجلسوں کو ان سے چھین لیں۔ اس زمانہ میں جو تمام مجلسوں پر پابندی عائد کر دی گئی تھی اور وہ بھی اس شخص کے ذریعہ جو خود (۴۵) بھی مجلسوں میں جاتا تھا اور ویسے تماشے کرتا تھا۔ بات صرف مجلس کی تھی یا مجلس سے وہ کچھ اور سمجھتے تھے اور اسے نابود کرنا چاہتے تھے؟ عمامہ یا ٹوپی کا مسئلہ تھا یا عمامہ اور ٹوپی سے کچھ اور سمجھتے تھے اور اسی وجہ سے عمامہ کی مخالفت کرتے تھے۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ اس عمامہ سے وہ کام ہوتا ہے کہ وہ لوگ اپنے منصوبوں پر عمل نہیں کر پاتے۔ اور مجالس عزاداری اس قدر موثر ہیں کہ وہ لوگ اپنے ناپاک منصوبوں کو عملی جامہ نہیں پہنا سکتے۔ چونکہ ماہ محرم میں ایک ملت، پورے ملک میں ایک ہی بات کہتی ہے۔ مجلسیں لوگوں کو یوں جمع کر کے یکسو کرتی ہیں کہ تین ساڑھے تین کروڑ کی جمعیت، ماہ محرم و صفر اور خاص کر عاشورا کے دن یکسو ہو کر ایک ہی طرف چلتی ہے ان کو خطبا اور علماء پورے ملک میں کسی ایک مسئلہ پر

آمادہ و منظم کر سکتے ہیں۔ مجالس کا یہ سیاسی پہلو ان کے دیگر پہلوؤں سے بالاتر ہے۔ اور

واقعاً ایسا ہی ہے۔ (۱۱۴)

○○○○○

وہ دیکھتے ہیں کہ یہ مجالس عزاء اور مظلوم کے مصائب اور ظالم کے ظلم کے

تذکرے ہر دور میں ظلم کے مقابلہ پر آمادہ کرتے ہیں۔ یہ لوگ متوجہ ہنیں ہیں کہ وہ

اسلام اور ملکیت کی خدمت کر رہے ہیں۔ ہمارے جوان متوجہ ہنیں ہیں ان بڑوں کے

دھوکہ میں نہ آیئے۔ یہ خائن ہیں بھی آپ کو باور کراتے ہیں کہ آپ رونے والی قوم

ہیں۔ یہ خیانت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ان کے بڑے اور ارباب اس گریہ سے

ڈرتے ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ رضا خان نے آکر ان سب پر پابندی عائد کر دی اور

جب رضا خان کا دور ختم ہوا تو انگریزوں نے ریڈیو دہلی سے اعلان کیا کہ ہم اسے لائے

تھے اور اب ہم نے ہی اس کو برطرف کیا ہے۔ ان کا یہ کہنا بجا بھی تھا وہ اسے اسلام کو

مٹانے کے لئے لائے تھے جس کا ایک طریقہ بھی تھا کہ ان مجالس کو آپ سے چھین

لیں۔ ہمارے جوان یہ نہ سوچیں کہ جب مجلس میں جاتے ہیں اور مصائب کے

تذکرے سے روکتے ہیں تو خدمت کر رہے ہیں۔ ان کا یہ کہنا غلط ہے مصائب کا تذکرہ

ہونا چاہیئے۔ داستان ظلم دہرائی جائے تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ اس وقت کیا واقعہ رونما

ہوا اور یہ کام ہر روز ہونا چاہیئے۔ یہ کام سیاسی اور اجتماعی نوعیت کا ہے۔ (۱۱۵)

○○○○○

پہلی بار جب مجھے قم سے گرفتار کر کے لے گئے تو راستہ میں ان کے کچھ نوکر جو

میری گاڑی میں تھے ان میں سے ایک نے کہا کہ جب ہم آپ کو گرفتار کرنے آئے تھے تو

قم میں جو یہ خیمے لگے ہوئے تھے ان سے ہم ڈر رہے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ انہیں

پتہ چل جائے اور یہ ہمیں اپنا کام نہ کرنے دیں۔ ان کی کیا حقیقت تھی ان خیموں سے تو بڑی طاقتیں بھی ڈرتی ہیں۔ بڑی طاقتیں اس نظم واتحاد سے ڈرتی ہیں کہ بغیر کسی کی کوشش کے لوگ اکٹھا ہوجاتے ہیں اور اس وسیع وعریض پورے ملک میں ملت کو یکجا کردیتے ہیں ایام عاشورا، ماہ محرم، صفر اور ماہ رمضان المبارک میں یہ مجلسیں ہیں جن کی وجہ سے لوگ جمع ہوجاتے ہیں۔ اگر کوئی اسلام کی خدمت کرنا چاہے اور کوئی شخص کوئی پیغام دینا چاہے تو ان خطبا، علماء اور آئمہ جمعہ وجماعت کے ذریعہ پورے ملک میں منتشر ہوجاتا ہے۔ اور خدائی جھنڈے اور حسینی پرچم کے نیچے لوگوں کا یہ اجتماع باعث بنتا ہے کہ وہ منظم ہوجائیں۔ بڑی طاقتیں اپنے ملکوں میں اگر کوئی اجتماع منعقد کرنا چاہیں۔ تو دسیوں دن کی جان توڑ محنت اور بھاری مقدار میں پیسہ خرچ کرنے کے بعد کسی شہر میں ممکن ہے کہ ایک لاکھ یا پچاس ہزار افراد جمع ہوجائیں اور جسے تقریر کرنا ہو اس کی تقریر سنیں۔ اسکے برخلاف آپ دیکھتے ہیں کہ ان مجالس کے صدقہ میں جنہوں نے لوگوں کو ایک دوسرے سے ملا کر ان میں محبت پیدا کر دی ہے۔ جیسے ہی کوئی مسئلہ پیش آتا ہے۔ تو ایک شہر میں ہی نہیں بلکہ پورے ملک میں ہر صنف کے لوگ اور عزاداران حضرت سید الشہداءؑ جمع ہوجاتے ہیں اور انہیں جمع کرنے میں کسی زحمت وتبلیغ اور پروپیگنڈہ کی ضرورت نہیں پڑتی۔ صرف ایک آواز کافی ہوتی ہے۔ جب لوگ دیکھتے ہیں کہ کلمہ سید الشہداءؑ، سلام اللہ علیہ کے حلقوم مبارک سے نکلا ہے تو سب جمع ہوجاتے ہیں۔ (۱۱۶)

ملک وملت کو بچانے میں عزاداری کا ہاتھ!

عاشورا کو زندہ رکھئے کہ عاشورا کو زندہ رکھنے کی وجہ سے تمہارے ملک کو کوئی نقصان ہنیں پہنچے گا۔ (۱۱۷)

ooooo

یہ اتحاد جو ہماری کامیابی کا نقطہ آغاز کہلایا۔ یہ مجالس عزاء سوگواری اور مجالس تبلیغ و ترویج اسلام کی وجہ سے تھا۔ سید مظلومینؑ نے ملت کے لئے ایک وسیلہ فراہم کردیا کہ بغیر کسی زحمت کے لوگ جمع ہوجاتے ہیں۔ (۱۱۸)

ooooo

واقعہ کربلا کے سلسلے میں ہماری پوری ملت میں جو یہ یکسوئی ہے یہ دنیا میں سب سے بڑا اجتماعی اور سیاسی پلیٹ فارم ہے۔ تمام دل باہم متحد ہوجاتے ہیں۔ اگر اس کو اچھی طرح راستہ پر لگائیں۔ ہم اس ہم آہنگی کی وجہ سے کامیاب ہیں اور ہمیں اس کی قدر کرنا چاہیئے۔ اور ہمارے جوان ان مسائل کی جانب توجہ رکھیں۔ (۱۱۹)

ooooo

مسجدیں، مجلسیں، ہفتہ وار مجلسیں اور یہی چیزیں لوگوں کو یکسو اور ہم آہنگ

بناتی ہیں۔ اگر حکومتیں چاہیں کہ تمام انسانوں کے درمیان ہم آہنگی ایجاد کریں تو اربوں روپے خرچ کرکے بھی ایسا نہیں کر سکتیں ہمیں تو سید الشہداءؑ نے یوں ہم آہنگ کیا ہے۔ ہم انکے لئے جنہوں نے ہمیں متحد کیا ہے نہ روئیں۔ ہم گریہ نہ کریں ؟ اسی گریہ نے ہمیں بچایا ہے۔ ان شیطانوں کے دھوکہ کے جال میں مت پھنسئے جو اس حربے کو آپ سے چھین لینا چاہتے ہیں۔ ہمارے جوانو! یہی چیزیں ہیں جنہوں نے ہمیں اور ہمارے ملک کو بچا رکھا ہے۔ (۱۲۰)

○○○○○

حق کامیاب ہے حق کامران ہے لیکن ہمیں اس کامیابی و کامرانی کے سبب کا پتہ لگانا چاہیئے کہ کیا تھا۔ اور اس طویل دور تاریخ میں، حضرت علی علیہ السلام کے زمانے سے لے کر آج تک شیعوں کی بقاء کا راز کیا تھا۔

ایک وجہ جو سب سے بڑی وجہ ہے۔ وہ واقعہ کربلا کا رونما ہونا ہے۔ اگر ہم اپنے ملک کو مستقل اور آزاد دیکھنا چاہیں تو ہمیں اس رمز کی پاسداری کرنا چاہیئے۔

یہ مجالس جو تاریخ کے ہر دور میں رہی ہیں اور آئمہ علیہم السلام کے حکم سے ہوتی رہی ہیں ہمارے بعض جوان یہ مت سوچیں کہ اس وقت یہ مجالس تھیں اور ان میں گریہ تھا لیکن اب ہمیں گریہ نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ سخت اشتباہ ہے۔ (۱۲۱)

○○○○○

ہم اس مرحلہ پر پہونچ گئے ہیں کہ ہماری ملت نے ایک انقلاب برپا کیا ہے اور ایسا دھماکہ کیا ہے جس کی مثال کہیں نہیں تھی ۔ ایک ایسی ملت جو ہر لحاظ سے دوسروں کی دست نگر تھی اور سابقہ منحوس حکومت نے اس کی ہر چیز کو داؤ پر لگا دیا تھا اور اس ملک کی انسانی شرافت کا جنازہ نکال دیا تھا اور ہر اعتبار سے دوسروں کا دست نگر

بنا دیا تھا۔ یکبارگی اس نے ایسا دھماکہ کیا جو انہی مجالس کی برکت سے تھا جن کی وجہ سے پورا ملک اور تمام لوگ جمع ہوجاتے تھے اور ان سب کا مقصد ایک ہی ہوتا تھا۔ (۱۲۲)

ooooo

یہ لوگ اگر ملت پرست ہیں۔ البتہ ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں کہ خدا پرست بھی ہیں یا نہیں لیکن اگر یہ ملت والے ہیں اور اپنے ملک وملت کو چاہتے ہیں تو انہیں ان مجالس سے وابستہ ہوجانا چاہیئے۔ اس لئے کہ انہی مجلسوں نے تمہاری اس ملت کی حفاظت کی ہے اور انہی مجالس مصائب اور گریہ نے آپ کے ملک کو بچایا ہے۔ (۱۲۳)

ooooo

ہماری قوم کو ان مجالس کی قدروقیمت کو محسوس کرنا چاہیئے۔ یہ وہ مجلسیں ہیں جو قوموں کو زندہ رکھتی ہیں۔ زیادہ تر ایام عاشورا میں اور کم وبیش دوسرے ایام میں بھی ہفتہ وار حرکتیں ہیں جو اسی نوعیت کی ہیں۔ اگر ان کے سیاسی پہلو کو یہ لوگ سمجھ جائیں تو وہی لوگ جو مغرب زدہ ہیں۔ مجلسیں منعقد کریں اور عزاداری منائیں۔ اگر ملک وملت کو چاہتے ہیں تو مجھے امید ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں مجلسیں منعقد ہوں گی۔ (۱۲۴)

ooooo

ہماری ملت کی حفاظت ان مجالس نے کی ہے۔ رضا خان اور اس کے ساواکیوں (۴۶) نے بلاوجہ ان مجالس پر پابندی (۴۷) نہیں عائد کی تھی۔ رضا خان ایسا نہیں تھا کہ وہ بلاوجہ ان مجالس کا مخالف ہوجائے۔ بلکہ وہ نوکر تھا۔ وہ ان لوگوں کا نوکر تھا جو ان مسائل سے واقف تھے۔ ہمارے دشمن جنہوں نے ملتوں کے حالات کا مطالعہ کر رکھا

تھا اور ملت شیعہ کے حالات سے آگاہ تھے وہ دیکھ رہے تھے کہ جب تک یہ مجالس ہیں اور جب تک مظلوم پر نوحہ خوانی کا سلسلہ ہے اور جب تک ظالم کا بھید کھولا جاتا رہے گا۔ وہ اپنے مقاصد تک نہیں پہونچ پائیں گے۔ رضا خان کے زمانہ میں ایران میں تمام مجالس پر پابندی لگا دی گئی تھی ۔ انہوں نے اپنے کام کیئے لیکن علماء اور اہل منبر کے ہاتھ باندھ دیئے کہ وہ تبلیغ نہ کر سکیں۔ جب کہ انہوں نے تبلیغات کی یلغار کردی اور ہمیں پیچھے دھکیل دیا۔ ہمارے تمام خزانوں کو لوٹ لیا۔ محمد رضا کے دور میں بھی کام یہی تھا لیکن شکل بدلی ہوئی تھی ۔ اب شمشیر کے زور سے نہیں بلکہ کسی اور طریقے سے اس گروہ کے ہاتھ پیر باندھنا چاہتے تھے ۔ اب بھی وہی کام ہے۔ صرف ہمارے جوانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں طریقہ وہی رضا خان والا ہے کہ جس نے مجالس پر پابندی لگا دی تھی ۔ (۱۲۵)

○○○○○

آپ یہ مت سوچیئے کہ اگر یہ مجالس عزاء اور سینہ زنی اور نوحہ خوانی والے دستہ نہ ہوتے تب بھی ۱۵، خرداد کا واقعہ پیش آتا۔ کوئی طاقت بھی ۱۵، خرداد کو وہ شکل نہیں دے سکتی تھی ۔ صرف سید الشہداءؑ کے خون کی طاقت تھی جس نے یہ کر دکھایا۔ اور ان مجالس عزاء کے علاوہ کوئی طاقت بھی اس ملت پر ہونے والی بڑی طاقتوں کی سازشوں کے ہجوم کو ناکارہ نہیں بنا سکتی ۔ (۱۲۶)

○○○○○

مظاہرے ۔ آپ سے عزاداری کو نہ چھین لیں۔ عزاداری منایئے۔ اور عزاداری کے ساتھ مظاہرے کیجیئے۔ عزاداری کے لئے سب مل جایئے۔ جب مظاہرے کے بات آتی ہے تو مت سوچیئے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ عزاداروں کی ضرورت نہیں رہ گئی

ہے۔ ہم اسی ، اسلام ، مظاہر اسلام اور شہدائے اسلام کے دم سے اپنے کاموں کو انجام دے سکتے ہیں ، ورنہ ہماری توپیں اور ٹینک روس و امریکہ کی توپوں اور ٹینکوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ (۱۲۷)

○○○○○

عاشورا کی یاد منانا شعائر الٰہیٰ میں سے ہے

سید مظلومینؑ کو خراج عقیدت پیش کرنے کی مجلسیں، جو لشکر عقل کے جہالت ونادانی، عدل کے ظلم، امانت کے خیانت اور حکومت اسلامی کے حکومت طاغوت پر غلبہ کی مجلسیں ہیں ان کو زیادہ سے زیادہ شان وشوکت اور گرمجوشی سے منایا جائے اور عاشورا کے خونی پرچموں کو ظالم سے مظلوم کا انتقام لیے جانے کے دن کی علامت کے طور پر زیادہ سے زیادہ بلند کیا جائے۔ (۱۲۸)

○○○○○
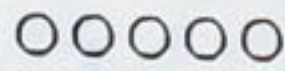
اور ایک چیز یہ ہے کہ آئمہ اطہار علیہم السلام خاص کر سید مظلومین، سرور شہداء حضرت ابو عبداللہ امام حسینؑ جن کی روح بزرگ پر خدا، اس کے انبیاءؑ وملائکہ اور نیک بندوں کا بیشمار درود و سلام ہو کی مراسم عزاداری سے غافل نہ ہوں۔ (۱۲۹)

○○○○○
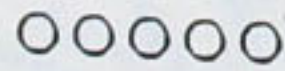
مجالس عزاء کو پہلے کی طرح شان وشوکت کے ساتھ منایئے اور پہلے سے زیادہ ان کی حفاظت کیجئے؟ (۱۳۰)

○○○○○